تذکرہ

معلم ثانی حکیم ابو علی شیخ الرئیس

شرف الملک حسین بن عبداللہ بن حسن بن علی

بن سینا

مصنفہ سید جلال صاحب

حسب فرمایش منشی جے نرائن صاحب ورما
مالک رسالہ ناول لکھنؤ

مطبع منشی جے نراین لکھنؤ مین چھپا

۱۲۰۰ جلد رجسٹری شدہ قیمت فی جلد ۸ر

راجہ بیربر - ابوالفضل ملا دوپیازہ کے مشہور رقیب اور شاہ اکبر کے مشہور رکن سلطنت راجہ بیربر کے حالات زندگی اصلی قیمت - ۴/

مہاراجہ بکرماجیت - اس واجب التعظیم راجہ کا نام ہندوستان مین کس شخص نے نہین سُنا؟ سادگی صداقت - زہد اور نیکی کی تصویر اگر دیکھنی ہو - تو مہاراجہ بکرماجیت اعظم کے حالات زندگی مطالعہ کرنے چاہئیین قیمت ۷/

مہاراجہ پرتھی راج - ہر تعلیم یافتہ ہندوستانی کو عام اس سے کہ وہ ہندو ہو یا مسلمان - مہاراجہ پرتھی راج کی سوانح عمری ایک مرتبہ پڑھ لینی چاہیئے - کیونکہ یہی ہی حکمران ہین جنکی حکومت کو زوال آتے ہی ہندوستان کو آریہ قوم اور آریہ دہرم کو زوال آگیا اور اسکے بجائے اسلام اور اسلامی جھنڈے کی بنیاد پڑی قیمت اصلی - ۱۰/

مہارانی سنجوگتا - راجہ جے چند والئی قنوج کی بیٹی اور مہاراجہ پرتھی راج کی محبوبہ مہارانی سنجوگتا کے حالات زندگی - اصلی قیمت ۳/

پدمنی - جس نے اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیا - لیکن دامن عصمت پر بدنامی کا دہبہ نہ آنے دیا - اصلی قیمت - ۶/

مہارانی دروپدی - راجہ دروپد کی بیٹی اور مہاراجہ یدہشٹر کی رانی دروپدی کی سوانح عمری اسکے حالات زندگی کے عجیب و غریب اور نیرنگی فلک کا آئینہ ہین - اصلی قیمت - ۸/

سردار ہری سنگھ نلوہ - رنجیت سنگھ کے مشہور عالم جرنل و سپہ سالار سردار ہری سنگھ نلوہ کی سوانح عمری جنکی شجاعت کا سکہ ابھی تک سرحد پر بیٹھا ہوا ہی اور افغان عورتین اپنے بچون کو ڈرانے کے لیئے کہتی ہین "بچہ خاموش باش - ہریا می آید" اصلی قیمت - ۸/

مہاراجہ - چندرگپت - یہ وہ اولوالعزم مہاراجہ ہی جسنے جان ہتھیلی پر رکھکر طرح طرح کے مصائب کا مقابلہ کرتے ہوئے انجام کار بودہ مذہب کی جڑ کو ہندوستان سے اکھاڑ کر اسکی جگہ ویدک دہرم کا جھنڈا گاڑ دیا - اصلی قیمت - ۶/

سوانح عمری حضرت علی - مجمع سلاطین مین عظیم الشان سلطان - معرکہ کارزار مین یکہ تاز شہسوار منبر پر ایک شیوہ زبان اسپیکر علم وفضل کے درس گاہ مین ایک طلیق اللسان پروفیسر مسند فقر پر ایک منکسر المزاج فقیر ہین قیمت - ۱۲/

حیات غالب - مرزا اسد اللہ خان صاحب غالب کی مختصر سوانح عمری - جنکے نام نامی سے نہ صرف علمی دنیا ہی آگاہ ہی بلکہ بے علمون بھی اس ملک الشعرا - فخر الہند - شاعر کا نام روز روشن کیطرح مشہور ہی اصلی قیمت - ۴/

معلم ثانی

حکیم ابو علی شیخ الرئیس شرف الملک حسین بن عبداللہ بن حسن بن علی بن سینا[1] کے حالات

سوانح عمری

ابو علی شیخ الرئیس زمانہ اسلام کے نامور حکیمون اور طبیبون مین شمار کیا جاتا ہے جسکے علم و فضل کی تعریف مین صرف یہی دلیل کافی خیال کی جاتی ہے کہ اس زمانے سے اب تک مسلمانون مین کوئی شخص اُس کا ہم پلہ پیدا نہین ہوا۔ شیخ کا باپ عبداللہ شہر بلخ کے نامور لوگون سے تھا اور وہان کی گورنمنٹ سے کوئی خدمت بھی اُسکے مفوض تھی۔ منصور بن عبدالملک سامانی کے عہد دولت مین وہ بخارا کو آیا۔ چونکہ وہ نہایت لائق اور تجربہ کار تھا منصور کے وزیرون نے اوسکی قدر کی اور اوسکو نوکر رکھ لیا اور وہ مدت تک اسی حالت سے بخارا مین مقیم رہا۔ پھر وزیرون نے

[1] سینا شیخ کے سلسلہ اجداد مین پانچوین پشت پر ہے۔ قطب الدین لاہجی نے شیخ کے تذکرہ مین لکھا ہے کہ سینا فخر الدولہ دیلمی کا وزیر تھا لیکن اُسکو اس روایت کے بیان کرنے مین دہوکا ہو گیا ہے کیونکہ سینا اور فخر الدولہ کے زمانہ مین ایک سو سال سے زیادہ کا فرق ہے بلکہ سینا سلاطین سامان کے ابتدائی عہد مین بخارا مین عہدہ جلیلہ پر سرفراز اور نظم و نسق کا مختار تھا۔ منہ

اوسکو خرمثین کو روانہ کیا کہ وہ وہان کی رعیت کو امن و امان کے ساتھ رکھے وہان ایک گانون تھا جسکا نام افشنہ تھا اور جسکے قریب مین سامان ایک مشہور مقام ہے یہان پر اوسنے ایک عورت سے جسکا نام ستارہ تھا نکاح کرلیا۔ بعد نکاح خدا نے اوسکو ایک ایسا نامی فرزند عطا کیا جس سے آج تک اوسکا نام زندہ و روشن ہے۔

بقول مشہور تیسری صفر ۳۷۳ھ مین اور ایک روایت صحیح کے بموجب ۳۷۰ھ مین مقام خرمثین مین شیخ پیدا ہوا اوسکا نام حسین رکھا گیا۔ اوسکی مدت رضاعت (دو یا ڈہائی برس) کے بعد عبداللہ کے ایک اور لڑکا پیدا ہوا جسکا نام اوسنے محمود رکھا۔ اسوقت حسین کی عمر پانچ سال کی تھی۔

جب عبداللہ کو خرمثین کے انتظام سے فراغت حاصل ہوئی تو وہ مع اپنی بی بی اور لڑکون کے دوبارہ بخارا کو واپس آیا۔ چونکہ شیخ مین بچپن ہی سے دانائی اور اولوالعزمی کے آثار پائے جاتے تھے اسلیے اوسکے باپ نے اوسکو ایک معلم کے سپرد کیا تاکہ وہ قرآن اور اور علوم دین کی تعلیم پائے۔ جب وہ اس سے فارغ ہوگیا تو معلم نے اوسکو اصول علم ادب یعنے نحو۔ صرف۔ لغت۔ معانی۔ اور بیان وغیرہ کی تعلیم دینی شروع کی۔ شیخ نے ان علوم مین پانچ سال کے عرصے مین کامل دستگاہ پیدا کرلی۔ جب اوسکو ان علوم سے بھی فراغت حاصل ہوچکی تو اوس نے محمود مساح کی شاگردی اختیار کی جو ایک بقال تھا اور یہ شخص ریاضی مین آپ ہی اپنی نظیر تہا۔ بوعلی نے اوس سے حساب اور جبر و مقابلہ سیکھ لیا۔ بلکہ اوسکو ان علوم مین وہ مہارت اور ملکہ ہوا کہ وہ اپنے اوستاد کے ہمرتبہ ہوگیا۔ پھر اوسنے اسمعیل زاہد سے فقہ کی تحصیل کی۔ اس مین اوسنے سوال کے طریقے اور اعتراض کے وجوہ اور مجیب کے جواب کا طریق عمل جیسا کہ مروج تھا سیکھ لیا۔

---

۵ تو پانچ سال مدت رضاعت رکھیے یا دروغ گو را حافظہ نباشد

چونکہ عبد اللہ ناتلی علم منطق مین بڑا کامل اوستاد مانا جاتا تھا عبد اللہ نے اوسکی دعوت کی اور اوس سے اس بات کی درخواست کی کہ وہ اوسکے لڑکے (بو علی) کو منطق کی تعلیم نہایت عمدہ طریقے سے کرے۔ عبد اللہ ناتلی نے اوسکی درخواست کو منظور کیا اور بو علی کو کتاب ایساغوجی شروع کرائی۔ جب اوسنے جنس کی تعریف اسطرح شروع کی "ھو المقول علی الکثرۃ المختلفۃ الحقایق فے جواب ما ھو" کہ جنس وہ کلی ہے جو افراد مختلف الحقایق کے جواب ما ھو مین محمول ہوتی ہے" یہ کہکر وہ خاموش ہوگیا۔ اس تعریف پر شیخ نے اس قدر اعتراض کیے جسکے سننے سے اوستاد حیران اور اوسکے رد کرنے سے عاجز ہوگیا۔ پھر تو بو علی نے خود ہی نہایت محققانہ رائے سے اوسکے جوابات ادا کیے جس سے اوستاد کے شبہات رفع ہوگئے۔ اسوقت سے اوستاد اوسکے حسن بیان سے حالت استعجاب مین پڑگیا۔ اور پھر وہ ہمیشہ اوسکی تعریف کرتا رہتا تھا۔ ناتلی نے شیخ کے باپ کو بلوایا اور خفیہ طور پر اوس سے بیان کیا کہ تیرا لڑکا نہایت ذہین ہے اوسنے شیخ کی تقریر کو اوسکے سامنے دوہرایا اور کہا کہ اس لڑکے کی نہایت حفاظت کرنا۔ پھر وہ اوسکی تعلیم و تربیت مین زیادہ توجہ اور التفات کے ساتھ کام لیتا تھا۔ جب شیخ ناتلی سے منطق کی تحصیل کرچکا تو اوسنے اقلیدس شروع کی۔ اقلیدس کی ابتدائی چند شکلین اوستاد سے سیکھنے کے بعد باقی شکلون کو خود اوسنے اپنے قوت مطالعہ سے حل کر ڈالا اور خود ہی اوستاد کے سامنے اس علم کی وہ نزاکتین بیان کرتا تھا جس سے اوستاد کا استعجاب بڑہتا جاتا تھا۔ پھر اوسنے متوسطات کی تکمیل کی اور پھر مجسطی شروع کی۔ جب اوسکو اس علم کے مقدمات سے فراغت ہوئی اور اوسنے ہندسی اشکال کیطرف توجہ کی۔ جب ناتلی نے یہ دیکھا کہ اب اچھی طرح سے اوسکی تفہیم مجھسے نہین ہوسکتی ہے تو اوسنے شیخ کو یہ ہدایت کی کہ تو اس کتاب کو بطور خود دیکھ ڈال اسپر بھی اگر کوئی مسئلہ حل طلب باقی رہجائے تو مین اوسکو

۱ ناتلہ ایک گانوٴن کا نام ہے جسکو فی الحال ختیل لکھتے ہین اور یہ بجو رماذ مزران کے توابع مین ہے

حل کر دو نگا بو علی سینا نے اوسکی ہدایت پر عمل کیا اور تھوڑے دنون مین مجسطی کے مشکل مسائل کو حل کر کے قلمبند کر تا گیا۔ اس اثنا مین ناتلی گورکانج (مملکت خوارزم کا ایک آباد شہر جواب تک آباد اور مشہور ہے) جانیکا اتفاق ہوا۔ اسوجہہ سے شیخ اوستاد کی صحبت سے محروم رہا اور اسی خیال سے اپنے اوپر اور سخت محنت گوارا کی اور وہ رات دن کتابون کے مطالعہ مین اسقدر محو رہا کرتا تھا کہ اوسکو دن اور رات کی مطلق خبر نہین ہوتی تھی اسی مشغلہ کے اثناء مین وہ اپنے کتاب خانہ کو تا بمقدور علمی کتابون سے آراستہ کرتا رہا جب وہ علم طبعی اور علم الٰہی سے فارغ ہوا تو اوسکو علم طب کی تحصیل کا شوق دامنگیر ہوا اوسنے ابو منصور حسن بن نوح القمری کو انتخاب کیا جو اس علم کا بڑا ماہر تھا تھوڑے ہی زمانہ مین اوسنے علم طب مین وہ دستگاہ کامل پیدا کی کہ بڑے بڑے اوستاد بھی اوس سے اس علم کے وقایق کی تعلیم پاتے تھے پھر اوسنے طب مین ایک نہایت عمدہ کتاب تصنیف کی جس مین علم طب کے اجزاے نظری وعملی کو نہایت عمدہ طریقے سے بیان کیا غرضکہ اوسکو طب مین وہ ملکہ پیدا ہوا کہ نامور اوستاد اور طبیب حاذق بھی اوسکی شاگردی کو باعث فخر سمجھنے لگے اور اوسکی بیش بہا تحقیقات سے فائدہ اوٹھانے لگے۔

اسکے بعد شیخ نے مطب کھولا اور بیمارون کا علاج کرنے لگا جو بیمار کہ امراض مین مبتلا ہوتے تھے وہ اوسکے حسن تشخیص اور خوبی معالجہ سے شفایاب ہوتے تھے۔

اس مطب کے زمانہ مین جو صبح وشام بیمارون کے دیکھنے اور اونکے علاج کرنے مین اوسکا وقت صرف ہوتا تھا اوسنے فقہہ کے مشغلے کو بھی جاری رکھا بلکہ وہ اوس زمانے مین بھی اپنے ہمعصر فقیہون سے مناظرہ اور مباحثہ کرتا رہتا تھا۔

مورخین کا بیان ہے کہ اس زمانے مین جبکہ وہ اس مرتبہ کو پہونچا تھا اوسکی عمر بیس برس کی نہین ہوئی تھی اسکے بعد اوسنے دوبارہ منطق اور باقی علوم فلسفہ کو دیکھنا چاہا اور سال بھر تک ان علوم کے مطالعہ مین اسقدر مستغرق

رہا کہ رات کو اوتنا ہی سوتا تھا جس سے خواہش نفسانی کو کسیطرح کا نقصان نہ پہونچے اور کھانا اتنا کھاتا تھا جس سے بدن ضعیف نہ ہونے پاے جب نیند کا غلبہ ہوتا تو وہ مقوی شربات پیا کرتا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب منطق وغیرہ کا کوئی مسئلہ اوس سے حل نہ ہوتا تو وہ بعد طہارت کے مسجد کو جاتا اور خدا سے اوس مسئلہ کے حل ہوجانے کی التجا کرتا۔ خدا کی قدرت کہ وہ مسئلہ حل ہوجاتا اور اوسکا منشا پورا ہوجاتا۔ وہ ہمیشہ تصنیف و تالیف اور تقریرین کرتا رہتا تھا۔

اسکے بعد وہ کتاب ما بعد الطبیعت کے مطالعہ مین مصروف ہوا جسکو علم ماقبل الطبیعت اور علم کلی اور فلسفہ اوسے بھی کہتے ہین۔ اس علم مین اون موجودات سے بحث ہوتی ہے جنکا وجود خارجی اور ذہنی مادہ کا محتاج نہین ہوتا مثلاً ذات باری اور مجردات وغیرہ۔ چونکہ یہ علم نہایت نازک اور اوسکے مسائل بہت پیچیدہ ہوتے ہین گو شیخ نے اون کے سمجھنے مین بہت کوشش کی تاہم وہ اوسکے سمجھنے مین پورے طور پر کامیاب نہین ہوا اور جسکی وجہ سے وہ پریشان خاطر ہوا اور اوسنے مطالعہ ترک کردیا وہ اسی پریشانی کی حالت مین تھا کہ اتفاق سے ایک روز بازار مین اوسکا جو گذر ہوا تو ایک شخص ایک کتاب بغرض فروخت اوسکے پاس لایا شیخ نے اوسکو کھولا اور چند سطرین اوسکی پڑھین تو معلوم ہوا کہ یہ کتاب مابعد الطبیعت مین لکھی گئی ہے چونکہ شیخ کی طبیعت اس سے اوکتا گئی تھی اسلئے اوسکو اس کتاب کے خریدنے مین تامل ہوا۔ بایع نے کہا اگر آپ اسکو خریدینگے تو بہت سستی قیمت مین آپ کو دیجائے گی اسلئے کہ مالک کتاب بہت کم استطاعت بلکہ محتاج ہے اگر آپ اسکی قیمت مین مجھکو صرف تین درہم بھی دینگے تو نہ صرف مین ممنون ہونگا بلکہ آپ مالک کتاب کے دعاے خیر کے مستحق ہونگے۔ بو علی نے اوسکی خاطر سے چند درہم دیکر کتاب خریدلی جب وہ گھر پہونچا تو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ ابو نصر فارابی معلم ثانی کی تصنف ہے۔

غرض یہ کہ شیخ بایوسی ہی کے ساتھ اوسکو دیکھتا گیا۔ خدا کی قدرت تھی کہ اوس کتاب مین علم الٰہی کی معرکہ آرا اور پرپیچ مسائل اس خوبی اور صفائی کے ساتھ بیان ہوئے تھے کہ فوراً اوسکی سمجھ مین آ گئے۔ اس سے بوعلی کو اسقدر خوشی ہوئی کہ وہ پھولا نہین سماتا تھا اور اوسنے اوسکے شکریہ مین خالصاً للہ غریبون اور مسکینون کو خوش کیا۔

روایت ہے کہ اس زمانے مین امیر نوح بن منصور سامانی بہت بیمار ہوا شہر کے نامی اطبا جون جون اوسکا علاج کرتے جاتے تھے اوسکا مرض بڑہتا ہی جاتا تھا۔ آخر وہ بیزار ہو گئے۔ اور معالجہ سے دست بردار ہو گئے۔ چونکہ بوعلی کے علم و عمل کا جابجا چرچا ہو رہا تھا جب بادشاہ کے سامنے اوسکا ذکر آیا تو اوسنے اوسکے حاضر کرنے کا حکم دیا شیخ آیا اور بیماری کی اگلی سب کیفیت دریافت کی جسکے معلوم کرنے سے اوسنے مرض کی تشخیص کر لی اور علاج شروع کر دیا۔ بفضل خدا تھوڑے عرصے مین بادشاہ دن بدن تندرست ہوتا گیا بعد صحت بادشاہ نے اوسکو بہت کچھ عطیات اور صلات شاہی سے مالامال کر دیا۔ اور اسقدر اوسکا معتقد ہو گیا کہ دم بھر اوسکو اپنے پاس سے جدا نہین ہونے دیتا تھا اور اپنے سب امیرون اور وزیرون سے اوسکو زیادہ چاہنے لگا اس زمانے مین شیخ نے بادشاہ سے کتب خانہ دیکھنے کی اجازت حاصل کی۔ اور جب اوسکو اجازت مل چکی تو وہ رات دن کتاب خانہ مین پڑا کتابون کا مطالعہ کرتا تھا۔ گو یہ محنت سخت اور دشوار تھی لیکن وہ اوسپر شل عشق کے خوشگوار لذت تھی۔

کتب خانہ شاہی مین ایک ہی کتاب کی جو متعدد کاپیان اور نسخے تھین وہ اون مین سے چھانٹ کر اپنے کتاب خانے کے لئے جمع کرتا گیا اور جس نایاب کتاب کی ایک ہی کاپی ہوتی تھی اوسکو خود بھی نقل کر لیتا یا اور ون سے اوسکی نقل کرا لیتا تھا۔

یہ محض خدا کی عنایت اوسکے شامل حال تھی جو اوسکو ایک ایسا

بے نظیر کتاب خانہ میسر آیا جس مین نامور متقدمین و متاخرین مصنفون کی عمدہ اور مفید کتابین جمع تھین۔ اور ان کتابون کے مطالعہ سے وہ ایک عرصہ قلیل مین معقول اور منقول کا عالم جید بنگیا۔

بو علی کا کتاب خانہ مین جانا اور اوسکے کتب خانہ کو چھوڑنیکے بعد اوسکو آگ لگنا یہ بھی ایک عجیب اتفاق کی بات تھی جسکی وجہہ سے اوسکے معاندون کو اوسکی شکایت کا خوب ہی موقع ہاتھ آیا اور اونھون نے اوسکو بادشاہ کا معتوب بنانا چاہا لیکن انکو اس معاملے مین کامیابی نہین ہوئی اور اونکی سب کوششین رایگان گئین۔ اونھون نے بادشاہ سے کہا کہ شاہی کتب خانہ مین جو آگ لگی اور کتابین جلکر خاک سیاہ ہوگئین یہ سب بو علی کی شرارت تھی اور اس سے اوسکا مقصود یہ تھا کہ اُن کتابون کے فنا ہونے کے بعد وہ اپنی تصنیفات کے سلسلے کو دنیا مین شایع کرے تاکہ لوگ اوسیکو علوم و فنون کا موجد خیال کرین۔ لیکن اونکی اس چغلی سے بادشاہ کے دل مین بو علی کی جانب سے ذرا بھی شبہ نہوا۔

اسی زمانے مین ابو الحسن عروضی نے شیخ سے اسبات کی درخواست کی کہ وہ علم حکمت مین کوئی جامع کتاب تصنیف کرے شیخ نے اُسکی درخواست کے بموجب کتاب مجموع تصنیف کی جسمین سوا ے ریاضی کے اور سب علوم فلسفہ مین نہایت شرح و بسط کے ساتھ درج ہین۔

یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ شیخ ابو بکر برقی خوارزمی کو جو فقہہ اور تفسیر کا بڑا عالم تھا علوم تحصیل کا شوق ہوا اور اوسنے شیخ سے التماس کیا کہ وہ علم حکمت مین ایک جامع کتاب تصنیف کرے کہ فلسفہ کا کوئی جزو اوس سے نہ چھوٹے بو علی نے اوسکی درخواست پر کتاب حاصل و محصول جو بیس جلدون مین ہے لکھی پھر ابو بکر مذکور نے اوسکو علم اخلاق مین کسی کتاب کی تصنیف کرنے پر آمادہ کیا تو اوسنے کتاب البر والاثم تصنیف کی ابن خلکان کا بیان ہے کہ ان کتابون کی تصنیف کے زمانے مین شیخ کی عمر بائیس سال کی تھی۔

اسی زمانے مین امیر نوح بن منصور کی وفات واقع ہوئی اوسکی موت کیوجہسے سلاطین سامانی کا دور حکومت بھی ختم ہوگیا۔ اور بخارا مین چار طرف فتنہ وفساد برپا ہوا۔ گوکہ منصور بن امیر نوح اپنے باپ کی جگہ پر سریرآرائے سلطنت ہوا لیکن متواتر فتنہ وفساد نے پولیٹیکل امور مین ایسا تزلزل اور تہلکہ پیدا کردیا کہ سلاطین سامان کو ناکامیابی ہوتی گئی اور اسکے ساتھ ہی سلاطین غزنین کو ترقی بھی ہوتی گئی۔

ایک مدت تک بخارا کا یہی حال رہا اور سامانیون کی سلطنت ہمیشہ کے لئے دنیا سے نیست ونابود ہوگئے اور اسی اثنا رمین بوعلی کے باپ کا بھی انتقال ہوگیا اور بوعلی بےسروسامانی کی وجہہ سے نہایت خستہ وپریشان حال ہوگیا۔ ناچار وہ سفر کرنے پر آمادہ ہوا اور گرگانج کو روانہ ہوا۔

چونکہ سلطان خوارزم کا وزیر ابوالحسین سہلی بڑا فقیہہ اور فقہا کا قدردان تھا شیخ نے اوس سے ملاقات کرنی چاہی۔ سفر کی تھکن سے ایک دو روز آرام پاکر اوسکی ملاقات کو گیا اوسنے شیخ کی ویسی ہی قدر ومنزلت کی جیسی کہ ایک ایسے قابل قدر شخص کی کرنی چاہیئے تھی۔

جب مجلس سے عام لوگ اوٹھ گئے تو اوسوقت شیخ نے فقہ کی بحث چھیڑی ابوالحسین کو معلوم ہوگیا کہ یہ شخص نہ صرف عالم فقہہ ہے بلکہ اگر وہ اس علم مین اجتہاد کا دعوی کرے تو کوئی بیجا نہین ہے۔ پھر اوسنے شیخ سے اوسکا نام ونشان پوچھا جب اوسکو معلوم ہوا کہ یہی شیخ الرئیس ہے تو وہ بہت خوش ہوا اور اوسکو بادشاہ کے پاس لے گیا۔ بادشاہ نے بھی اوسکی تعظیم وتوقیر کی۔ دوسرے روز بادشاہ نے اوسکو پھر بلوایا جب شیخ آیا تو اوسکے ساتھ الطاف خسروانہ سے برتاؤ کیا گیا اور اوسکے رہنے کے لئے ایک نہایت عمدہ عالیشان محل خالی کردیا گیا اور اخراجات کے لئے ایک مناسب ماہوار مقرر کردیا گیا چونکہ سلطان خوارزم علم دوست تھا اسلئے اوسکی مجلس مین حکیم، طبیب، منجم، ادیب، اور [illegible] ممالک کے باکمال لوگ جمع رہتے تھے

اوسنے شیخ کو بھی اپنی مجلس علمی کا ممبر بنایا اور ہمیشہ وہ اس مجلس کے مباحثہ اور مناظرہ سے لطف صحبت اوٹھاتا رہتا اور مدت تک ایسی صحبت رہی

جب سلطان محمود غزنوی نے خوارزم شاہ کے ملک پر فوجکشی کی اور غلبہ ہوا اور وہ ملک اوسپر بحال بھی رکھا گیا اسپربھی خوارزم شاہ اسکی عدول حکمی نہین کرسکتا تھا۔ یہ موقع پاکر غمازون نے سلطان محمود کے سامنے چغلی کھائی اور محمود کو یہ سکھلا کر کہ بو علی بڑا سخت متعصب شیعی اور اوس مذہب کی اشاعت کا ساعی ہے شیخ کی جان کا دشمن بنا دیا۔

چونکہ سلطان محمود بھی مذہب سنت وجماعت کا بڑا حامی تھا اوسکو ایک ایسے فاضل اور حکیم شخص کا مذہب شیعی کا موئد ہونا خلاف مصلحت معلوم ہوا اوسنے خوارزم شاہ کو ابو الفضل حسن بن میکال کی زبانی کہلا بھیجا "ہم سنتے ہین کہ تمہارے یہان بڑے بڑے صاحب کمال ہین ہمارا ارادہ ہی کہ ہم بھی اونکی صحبت سے لطف اوٹھائین اسلئے آپ اپنے یہان کے منتخب لوگون کو ہمارے در دولت پر حاضر کردین"

اس سے سلطان محمود کا مقصد یہ تہا کہ جب خوارزم شاہ شیخ کو میرے پاس بھیجے گا تو مین اوسکو قتل کرادونگا غرضکہ خوارزم شاہ سلطان محمود کے پیغام سے اوسکا جو مقصد تہا سمجہہ گیا اور اوسنے ابو ریحان اور شیخ الرئیس کو یہ سکھلا دیا کہ جب حسن بن میکال آکر سلطان کا پیام پہونچاے تو تم اوسوقت بر سر دربار اوسکے پاس جانے سے انکار کر دینا تو میں محمود غزنین کے جانے پر بظاہر مجبور بھی کرونگا لیکن تم ہرگز قبول نہ کرنا اور پھر مجہکو عذر کرنے کے لئے ایک کافی وجہہ ہوجائیگی۔

جون ہی کہ شیخ اس واقعہ سے آگاہ ہوا وہ سفر کرنے پر آمادہ ہوگیا اور نکل کھڑا ہوا لیکن ابو ریحان اور ابن الخمار نے غزنین کے جانے مین اپنی رضامندی ظاہر کی۔

غرضکہ جب حسن بن میکال خوارزم شاہ کے پاس سے بے نیل مرام واپس ہوا اور سلطان محمود سے معذرت بیان کی چونکہ سلطان محمود

اوسکے قتل پر بالکل آمادہ ہو لیا تھا اور سخت سے سخت یہ سوچی کہ شیخ کی متعدد تصویرین کھنچوا کر اسکے سراغ سے اوسکو گرفتار کیا جائے۔ چنانچہ اوسنے ابو نصر منصور سے جو فن تصویر کشی مین بڑا اوستاد تھا شیخ کی متعدد تصویرین کھنچوائین اور اونکو جاسوسون کے حوالہ کرکے یہ حکم دیا کہ اس حلیہ کا یہ آدمی جہان کہین ملے فوراً اوسکو بلا تامل پکڑو اور اوسکو ہمارے دربار مین حاضر کرو۔

جب تصویرین کھنچ جاکر جاسوسون کے حوالہ ہوئین تو وہ شیخ کے سراغ مین متعدد اسمات مین روانہ ہوئے۔ بو علی بھی قسمت کا مارا اپنی جان چھپائے کوہ وصحرا مین بار بار ابھرتا تھا وہ ایک مقام سے جرجان اور زرسے کو مع اپنے ہمراہیون کے چلا جا رہا تھا۔ ابو سہل مسیحی راستے ہی مین شدت تشنگی سے مرگیا۔ شیخ بھی چھپتا چھپاتا مقام انبوردین پہونچا گو وہ سخت بیمار اور پریشان حال تھا یہان سے لنسار کو (جو علاقہ خراسان کا ایک مشہور شہر ہے) روانہ ہوا اور پھر وہان سے نکلکر نیشاپور پہونچا۔ اور چند روز تک یہان مقیم رہا۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ وہ اپنے مقام اقامت سے باہر نکلا ہوا تھا کہ چند آدمی دبی آواز سے باتین کر رہے تھے شیخ نے انجان طور پر سنا تو اوسکو اپنا نام سنائی دیا اور جب غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ وہ لوگ شیخ راوسکے اسکے فرار ہوجانے اور سلطان محمود کے حکم کا تذکرہ کر رہے تھے اس سے اوسکو سخت تردد ہوا اور اسی مین اپنا امن دیکھا کہ جہان تک جلد ہوسکے یہان سے بھاگ جائے پس وہ فوراً جرجان کو روانہ ہوگیا یہ سلطان قابوس کا زمانہ تھا۔

مورخین کا بیان ہے کہ بادشاہ خود بھی عالم تھا اور علم دوست بھی تھا۔ اوسکو ہمیشہ عالمون۔ فاضلون۔ اور حکیمون کی تلاش رہتی تھی اور وہ ایسا خوش خلق اور کریم النفس تھا کہ ہر شخص اوسکا مداح تھا اور اوسکی عام نیک عادات کا تذکرہ زبان زد عام تھا۔ اسباب کیے

معلوم ہونے سے شیخ کسیقدر مطمئن ہوا اور چونکہ وہ مفلس ہو رہا تھا اوس نے پیشہ طبابت اختیار کیا اور چونکہ خاص اس فن مین وہ بڑا تجربہ کار اور ماہر تھا تھوڑے ہی عرصے مین وہ مشہور ہو گیا اور مریضون کے جوق جوق اوسکے مطب مین آنے اور بفضل خدا اوسکے علاج سے سخت امراض سے شفایاب ہوتے تھے۔

شیخ بھی معالجات کی فیس سے کسیقدر آسودہ حال ہو گیا۔

اس اثنا مین قابوس کا بھانجا بیمار ہوا اور روز بروز اوسکا مرض بڑھتا جاتا تھا اور عرصے تک وہ بستر مرض پر ضعیف و ناتوان پڑا رہا اوسکے سرہانے طبیبون کا ہجوم رہتا تھا۔ مگر کسیکے علاج سے اوسکا مرض زائل نہین ہوتا تھا بلکہ قوے گھٹتے اور مضمحل ہوتے جاتے تھے نہ کسی دعا سے فائدہ ہوتا تھا اور نہ دوا سے۔

اس واقعہ سے قابوس سخت پریشان اور غمگین تھا۔ ایک روز اوسکے درباریون مین سے کسینے یہ ذکر کیا کہ آجکل ہمارے شہر مین ایک نوجوان حکیم نووارد ہے وہ امراض کی خوب تشخیص کرتا ہے بلکہ اوسکے بعض بعض معالجے اعجاز کا نمونہ ہین۔ یہ سنکر قابوس نے حکم دیا کہ جہانتک جلد ہو سکے اوسکو ہمارے حضور مین حاضر کرو۔

لوگ شیخ کے پاس دوڑے آئے اور اوسکو یہ مژدہ سنایا کہ سلطان نے آپکو یاد فرمایا ہے۔ یہ سنکر وہ اونکے ساتھ ہو لیا اور قابوس سے مریض کے دیکھنے کی درخواست کی سلطان نے اجازت دی۔

شیخ جب مریض کے سرہانے پونہچا اور دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان جسکی عمر بیس برس سے بھی کم تھی اور جسکے رخسارون پر سبزہ کا غبار تک نہین تھا بستر مرض پر پڑا ہوا ہے شیخ اوسکے پاس بیٹھا اور اوسکے تیمارداروں سے سب کیفیت دریافت کی اُن سب حالات کے سننے اور خود مریض کی صورت حال کے دیکھنے سے اوسکو معلوم ہو گیا کہ یہ مرض جذبات نفسانی کا نتیجہ ہے

پھر اس تشخیص کے بعد اوسنے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسے آدمی کو لاؤ جو اس شہر کے سب محلون اور مقامات سے واقف ہو۔ فوراً اوسکے حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور ایک شخص لایا گیا۔ شیخ نے مجلس سے سب لوگون کو اُٹھوا دیا اور مریض کی نبض پر ہاتھ رکھکر اوس شخص سے کہا کہ تم سب محلون کے نام گنو جب وہ ایک ایک محلہ کا نام گنتا گیا تو ایک محلہ کے نام لینے سے مریض کی نبض مین کچھہ عجیب حرکتین محسوس ہوئین۔ پھر شیخ نے اُسکو روک دیا اور کہا کہ تم اب اوس محلہ کے ہر ایک صاحب خانہ کا نام لو اور جب اوسنے اوس محلہ کے ہر ایک صاحب خانہ کا نام بیان کیا تو ایک کے نام لینے پر نبض مین اور بھی عجیب حرکتین پائی گئین۔ شیخ نے کہا اب ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو اوس گھر کے ہر ایک شخص کے نام سے واقف ہو۔ تلاش کرنے سے وہ شخص بھی آیا جو اوس گھر کے سب لوگون کے نام سے واقف تھا شیخ نے مریض کی نبض پر ہاتھ رکھکر اوس سے کہا کہ تم اوس گھر کے سب لوگون کے نام گنو۔ ایک عورت کے نام لینے سے اوسکی نبض مین بہت ہی عجیب و غریب حرکتین محسوس ہوئین جنکو پہلی حرکتون سے بہت کچھہ مناسبت نہین تھی

اسکے بعد شیخ نے قابوس سے کہا کہ یہ نوجوان فلان لڑکی پر جسکا گھر فلان محلہ اور فلان گلی مین ہے عاشق ہے۔ درد فراق سے اُسکا یہ حال ہو رہا ہے۔ اسکا علاج بجز دیدار اور وصال محبوب کے اور کوئی نہین ہے۔ گو مریض کے افعال و حرکات سے بھی یہی بات پائی جاتی ہے لیکن کسی نے اسکا خیال تک بھی نہین کیا۔ پھر قابوس نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شیخ نے جو بات بتائی ہے وہ صحیح ہے

قابوس کو سخت تعجب ہوا اور بیمار کے دیکھنے سے بھی اوسکو یہی معلوم ہوا لیکن قابوس نے شیخ سے اوسکا نام و نشان پوچھا اور تصویر کے ملانے سے بھی معلوم ہوا کہ یہی بو علی ہے تو اوسنے اوسکو گلے سے لگایا اور اپنی مسند پر لا بٹھایا۔

پھر قابوس نے اوس سے پوچھا کہ تنے اوسکے مرض کو کیونکر پہچانا کہ اوسکو مرض عشق ہے۔ اور اوسکی محبوبہ کا پتہ کیونکر معلوم کر لیا شیخ نے کہا جب مین نے اوسکو دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ اوسکو بدن مین کوئی بدنی مرض نہین ہوا ہے بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اوسکو جذبات نفسانی کا مرض ہے۔ اور جب مینے یہ دیکھا کہ وہ اپنے عشق کو بہت چھپاتا ہے اور اپنے راز کا ظاہر ہونا پسند نہین کرتا ہو تو مین نے بھی اوسکو ظاہر کرنے پر مجبور کرنا مناسب نہین خیال کیا۔

اس سے قابوس نہایت خوش ہوا اور شیخ کی وقعت اوسکے دل مین اسقدر بیٹھ گئی کہ وہ اوسکے فضل و ہنر کا گرویدہ اور فریفتہ ہوگیا اور اوسکو شاہانہ خلعتون اور عطیات سے مالا مال کر دیا۔

اسکے بعد قابوس نے شیخ کے مشورے سے اوس لڑکی کے ساتھ اوسکا نکاح کرا دیا اور پھر اوسکا مرض بالکلیہ جاتا رہا

پھر قابوس نے شیخ کو اپنے پاس نہایت خاطر و مدارات سے رکھ لیا اور سلطان محمود سے اوسکے عفو جرایم کی نسبت اسقدر سفارشین کین کہ آخر کار سلطان محمود کے دل سے وہ کینہ جو کہ وہ شیخ کی نسبت رکھتا تھا بالکلیہ زائل ہوگیا۔

غرضکہ کچھ مدت تک شیخ نہایت عزت و احترام کے ساتھ قابوس کی صحبت مین رہا اتفاقاً اوس زمانے مین قابوس سے رعیت ناخوش ہوگئی اور ایسا غدر ہوا کہ اوسکی وجہ سے نہ صرف سلطنت مین زوال آیا بلکہ اوسکی سلطنت تباہ و برباد ہوگئی اور آخر کار قابوس بسطام کے ایک قلعہ مین جو جناشک کے نام سے مشہور ہے قید کر دیا گیا اور تھوڑے دنون مین وہ قتل کر ڈالا گیا۔

چونکہ اب شیخ کا کوئی سرپرست نہین رہا تھا اسلئے اوسکو وہان سے نکلنا پڑا اور وہ جرجان سے نکلکر دہستان کا راستہ لیا اور ایک مدت تک وہ یہان مقیم رہا۔ اسی زمانے مین اوسنے اس مقام مین

چند کتابین تصنیف کین پھر وہیان بیار بھی ہوا اور وہ اسی حالت مین دوبارہ جرجان کو گیا اور اسوقت وہ بہت مفلس ہو گیا تھا اور اوسکی حالت بہت ردی ہو گئی تھی اور اوسنے اپنی اس حالت کے اظہار مین ایک قصیدہ بھی لکھا ہے جس سے اوسکی حالت کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے اوس قصیدہ مین ایک یہ بھی بیت ہے ؎

لما عظمت فلیس مصر واسعی لما غلا ثمنی عدمت المشتری

ترجمہ

جب میری قدر و منزلت بڑہی تو اوسکے رہنے کے لئے کسی شہر کی وسعت کافی نہین ہو سکتی تھی اور جب میری قیمت گران ہو گئی تو مین نے خریدار کو مفقود پایا۔

اسی زمانے مین ابو عبید اللہ جرجانی کو جسکا نام عبد الواحد تھا علم فلسفہ کی تحصیل کا شوق ہوا اور وہ شیخ کی صحبت مین اوسکے مرتے دم تک رہا چنانچہ اکثر مورخین نے شیخ کے حالات کو اوسکی روایات سے لکھا ہے اور اوسکے سوا اور روایتون کو قریب قریب غیر مستند خیال کیا ہے

ابو عبید اللہ سے روایت کی گئی ہے کہ ابو محمد شیرازی کو جو جرجان مین تحصیل فلسفہ کا شوق ہوا اور اوسنے شیخ سے درخواست کی کہ آپ اپنے فضل و کمال سے ہمکو مستفیض فرمائے۔ پھر ابو محمد شیرازی نے شیخ کے لئے اپنے پڑوس مین ایک مکان خریدا جب شیخ اوس مکان مین رہنے لگا تو وہ ہر روز صبح سے شام تک شیخ کی صحبت مین رہا کرتا تھا اور اسی زمانے مین اوسنے شیخ سے منطق اور مجسطی پڑہی ابو عبید اللہ بھی ہر کتاب مین اوسکا شریک رہتا تھا۔

چونکہ اس اثنا مین شیخ ایک مدت دراز تک فتنہ و فساد سے محفوظ رہا تھا اوسنے تصنیف و تالیف کے سلسلے کو پھر شروع کیا اور کتاب اوسط اور کتاب مبدا و معاد تصنیف کی اور جو کتابین ناتمام رہگئی تھین

ملہ یہ کتاب اوسط جرجانی نام سے بھی مشہور ہے اور وہ ہی زمانہ مین لکھی گئی جبکہ شیخ جرجان مین تھا +

اونکی طفیل بجی کی۔
ایک مدت سے شیخ کو جرجان مین رہنے کا اتفاق ہوا جو اوسکا دل برخاستہ ہوگیا اس سبب سے وہ ملک رے کو روانہ ہوا۔ یہ زمانہ مجد والدولہ اور اوسکی مان ملکہ کا تہا چونکہ وہ دونون شیخ کے حال سے بخوبی واقف تھے اسلئے اونہون نے شیخ کی بہت خاطر کی اور اوسکو نہایت تعظیم و توقیر سے اپنے یہان رکہا۔
اتفاقاً اوس زمانہ مین مجد الدولہ کو مالیخولیا کا مرض ہوگیا ملکہ نے شیخ کو مجد الدولہ کے علاج کرنے کے لئے کہا اور جب شیخ نے علاج کیا تو وہ مجد الدولہ بہت جلد تندرست ہوگیا اور ملکہ بہت خوش ہوئی اور اوسکو صلات اور عطیات سے بھی خوش کیا۔
شیخ نے انہین ایام مین کتاب معاد کو مجد الدولہ کے نام سے معنون کیا اور اس زمانہ مین یہ بھی سنا گیا کہ سلطان محمود تسخیر رے کے ارادے سے نکل چکا ہے اور بہت قریب مین وہ یہان پہونچنے والا ہے اس خبر کے سننے سے شیخ کو بہت تردد ہوا اور وہ رے سے نکلکر قزوین چلا گیا اور قزوین سے ہمدان کو روانہ ہوا۔ یہ زمانہ شمس الدولہ ابن فخر الدولہ کی حکمرانی کا تہا۔ شیخ کدبانویہ کے پاس اوترا جو شمس الدولہ کے ایک امیرون مین سے تہا۔ اور کچھ دنون تک وہ اوسکے یہان بطور ناظر کے رہا۔ اتفاقاً اوس زمانہ مین شمس الدولہ مرض قولنج مین گرفتار ہوا جب شیخ کے مطب کا حال اوسکے گوش زد ہوا تو اوسنے اوسکو اپنے علاج کے لئے طلب کیا۔ شیخ نے حقنہ اور شیاف وغیرہ اعمال طب سے اوسکا علاج کیا اور وہ کچھ عرصے مین چنگا ہوگیا۔ اور اسوجہہ سے شمس الدولہ اوسکو بہت چاہنے لگا اور اوسکو اپنا مصاحب خاص بنایا۔
اس اثنا مین شمس الدولہ نے کردان شاہان وحرب عناز کے ملک پر چڑہائی کی جو کہ اوس ملک کا حاکم تھا۔ اوس سفر مین شیخ بھی اوسکے ہمراہ تھا جب دونون فوجین ملین اور جنگ ہوئی تو شمس الدولہ کو فتح نصیب نہین

ہوئی اور اسوجہ سے وہ ہمدان کو واپس روانہ ہوا۔ اور اوسنے شیخ سے درخواست
کی کہ عہدہ وزارت قبول کرے۔ شیخ نے وزارت قبول کی اور اس خوبی سے
عہدہ وزارت کو نبھایا کہ لوگ حیران ہو گئے۔

اس زمانے مین شمس الدولہ کا خزانہ روپیے سے خالی ہو گیا تھا اور
اہل فوج اور اور نوکرون اور وظیفہ خوارون اور انعامدارون اور منصب
دارون کا تقاضا ہو رہا تھا عام لوگون نے خیال کیا کہ شیخ ہی نے غبن کی
ہے اور اپنا گھر بھر لیا ہے۔ چنانچہ بعض حاسدون نے اہل فوج کو یہ
ترغیب دی کہ تم شیخ کے مکان مین کچھ روپیہ اور اشرفی ڈالدو اور
بادشاہ سے عرض کرو کہ تمام خزانہ شیخ نے چرایا ہے اسوقت ہم بھی
تمہاری تائید کرینگے اور اسکا ثبوت بھی پہونچانے مین تمہاری مدد کرینگے
اس سازش کے بموجب لوگون نے یہ کارروائی کی اور پھر
شیخ کو بادشاہ کے پاس پکڑ لے گئے اور بادشاہ کو اوسکے جرم کا ثبوت
دیکر اوسکے قتل پر آمادہ کرنا چاہا لیکن شمس الدولہ نے اونکے اس کہنے پر
اصلا التفات نہین کیا بلکہ اوسنے اس فتنے کے فرو کرنے کے لیے یہ
پولٹیکل چال اختیار کی کہ شیخ کو چند روز کے لئے عہدہ وزارت سے
معزول کر دیا اور اوسکی جگہ پر ابو سعید اور خداک کو عہدہ وزارت سے
سرفراز کیا اور اسوجہ سے شیخ معزول ہو کر چالیس روز تک خانہ نشین
رہا تھا کہ شمس الدولہ کا مرض قولنج پھر عود کیا۔ تو اوسنے شیخ کو بڑی منت
سماجت سے بلوایا اور جب وہ آیا تو اوس سے بہت معذرت کی اور کہا
کہ یہ صرف ایک پولیٹکل چال تھی جو مینے تمکو عہدہ وزارت سے معزول
کر دیا کیونکہ بغیر اسکے یہ فتنہ فرو ہونے والا نہین تھا پھر شیخ اوسکا
علاج کرنے لگا اور جب وہ اچھا ہو گیا تو شیخ کو پھر اوس عہدۂ وزارت
سے سرفراز کیا۔

اس زمانہ مین ابو عبید الله نے جو شیخ کا شاگرد رشید تھا شیخ سے

لہ اس لفظ کو حیدرآباد مین اسی معنی مین بولتے ہین ورنہ در اصل حقیقت اس لفظ کا صحیح اطلاق مخالف ہے جس

درخواست کی کہ وہ ارسطو کی کتابون کی شرح لکھے۔ چونکہ شیخ کو عہدہ وزارت کے کامون سے مطلق فرصت نہین تھی اس لئے اس درخواست کو منظور نہین کر سکا۔ لیکن اس سے ابو عبید اللہ کا اصرار اور بڑھا۔ اسپر شیخ نے کہا کہ اب مجھکو زیادہ فرصت نہین ہے البتہ ایسی کتاب لکھ سکتا ہون جو اعتراضات اور طول و طویل مباحثات سے خالی ہوگی۔ ابو عبید اللہ نے اسکا شکریہ ادا کیا۔ پس شیخ نے علم طبعیات کو لکھا اور اوسکو اپنی کتاب شفا مین شامل کر دیا۔ اور اسی زمانہ مین کتب خمسہ قانون کی بھی ایک کتاب (حصہ) تصنیف کیا۔

شب کے وقت جب کہ وہ کامون سے فراغت پاتا تو اوس وقت طالب علمون کا ایک جلسہ قایم کرتا اور اونکے روبرو لکچر دیا کرتا جس سے وہ مستفید ہوتے۔

ابو عبید اللہ کا بیان ہے کہ شیخ کے سب شاگردون سے پہلے مینے کتاب شفا اوس سے پڑھی ہے اور دوسرون نے میرے بعد اوسکو پڑھا ہے، پھر ایک مدت تک یہ صحبت رہی۔

اتفاقاً اس زمانہ مین شمس الدولہ کو حاکم جبال سے جبکہ وہ خود سری اور سرکشی کرنے لگا تھا فوج کشی کرنی پڑی اور اوسنے شیخ کو بھی اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا لیکن شیخ نے ساتھ جانے سے انکار کیا اور استعفا دیکر خود ہمدان مین مقیم رہا۔ جب شمس الدولہ روانہ ہوا تو اثناء راہ مین اوسکو مرض قولنج پھر ہو گیا۔ چونکہ مسافرت مین اسباب علاج آسانی سے میسر نہین آسکتے تھے مرض بڑھنے لگا اوسکے مصاحبون نے یہی مناسب جانا کہ اوسکو وطن پہونچا یا جائے۔ پس وہ اوسکو ایک محفوظ اور آرام کی سواری مین بٹھلاکر ہمدان کو لے چلے۔ ابھی وہ ہمدان کو نہین پہونچنے پائے تھے کہ شمس الدولہ نے انتقال کیا۔

اوسکے مرنے کے بعد باتفاق اراکین سلطنت کے اوسکا بیٹا تاج الدولہ سریر آرائے سلطنت ہوا اور اوسکے ہاتھ پر بیعت کی گئی پھر امیرون نے شیخ کو

ہوا اور اُسکو عہدہ وزارت کے قبول کرنے پر مجبور کیا لیکن چونکہ شیخ کو شمس الدولہ ہی کے زمانے مین جو اُوسکا سرپرست اور حامی تھا سخت صدمے ہو چکے تھے اسلئے اوسنے عہدہ وزارت کے قبول کرنے سے انکار کیا مگر اندیشے سے وہ ابوطالب عطار کے گھر مین پناہ گزین ہوا جوکہ اوسکا شاگرد تھا۔

یہان سے اُسنے علاوالدولہ کو اس مضمون کا ایک خط لکھا ،،کہ مجھکو حضور کے پاس آنے کا بیحد شوق ہے اگر حضور طلب فرمائین تو مین نہایت خوشی سے دردولت پر حاضر ہوتا ہون،، اور اُسنے اس خط کو خفیہ طور پر علاوالدولہ کے پاس بھیجا۔

چونکہ یہ زمانہ شیخ کی فرصت کا تھا اور ابوعبید اللہ جو اُسکے ساتھ مثل سایہ کے رات دن لپٹا رہتا تھا وہ ایسے موقعون کی تاک مین رہتا تھا اور شیخ کو ایسے موقعون پر تصنیف وتالیف کے سلسلے کے شروع کرنے مین ترغیب دیتا رہتا تھا۔ اس دفعہ بھی اُسنے شیخ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ شفا اور قانون کی تکمیل کرے۔ شیخ نے اُسکی درخواست کو منظور کیا اور ابوغالب سے لکھنے کا سامان طلب کیا پھر جب لکھنے کا سامان فراہم کردیا گیا تو وہ علم حکمت کو جو کتاب شفا مین نہین لکھے گئے تھے لکھکر اُسمین داخل کردیا۔ اور جو علم اور جو مسئلہ کہ جس مقام پر ہونا چاہئے تھا اُسکو اوسی جگہ قلمبند کرتا گیا اور جب وہ طبیعیات اور الہیات کے سودہ اور مبیضہ سے فارغ ہوا تو اُسنے اسمین علم منطق کا بھی ایک حصہ لکھکر شامل کردیا اور کہا جاتا ہے کہ وہ ہر روز کئی ورق لکھتا تھا۔

روایت کی گئی ہے کہ تاج الملک جو شمس الدولہ کے زمانے مین ایک نامور امیر تھا جب اُسکا بیٹا تاج الدولہ حاکم مقرر ہوا تو تاج الملک اُسکا وزیر ہوا اور چونکہ تاج الملک شیخ کا جانی دشمن تھا اسنے تاج الدولہ کو شیخ سے بدظن کرادیا اور یہ بھی کہا کہ شیخ علاوالدولہ کا کوبہ سے جو آپکے پدر بزرگوار کا سخت مخالف رہا ہے اُس سے رسل ورسائل کا طریقہ جاری رکھتا ہے۔ آخر تاج الملک کی بات چل گئی اور اُسنے حکم دیا کہ شیخکو

گرفتار کرنے کیواسطے تاج الملک نے یہ حکم حاصل کرکے شیخ کی تلاش میں آدمی روانہ کئے اور انہوں نے پتہ لگایا کہ شیخ ابو غالب عطار کے مکان میں پناہ گزین ہے پس فوراً انہوں نے ابو غالب عطار کے گھر کو محصور کر لیا اور شیخ کو گرفتار کرکے قلعہ بردان میں جو بغداد سے سات فرسخ کے بعد مسافت پر واقع ہے لیجا کر قید کر دیا۔

شیخ زمانۂ حبس کو فرصت اور غنیمت جانکر شفا کے بعض اجزا کی تکمیل جو غیر تکمیل کی تھی تکمیل کی[1] اور کتاب ہدایہ اور رسالہ حی بن یقظان کو بھی اسی زمانہ حبس میں لکھا اور ایک قصیدہ بھی لکھا جسمین ایک بیت یہ بھی ہے ؂

دخولے فی الیقین کما مراہ وکل الشک فی امر الخروج[2]

ترجمہ

یعنے اس مکان میں میرا داخل ہونا یقینی امر ہے جیسا کہ مشاہدہ کیا جا رہا ہے اور یہاں سے نکلنے کے خیال میں محض شک ہی شک ہے۔

اس اثنا میں علاو الدولہ تاج الدولہ کی تنبیہ اور فتح ہمدان کے ارادے سے آیا چونکہ تاج الدولہ کو اوس سے مقابلہ کرنے کی نہ طاقت تھی اور نہ جرات تھی اسلئے وہ بھاگ کر اُس قلعہ میں پناہ گزین ہوا جہان شیخ محبوس تھا۔ اور علاو الدولہ بغیر کسی جنگ اور روک کے سیدہا ہمدان میں داخل ہو گیا لیکن اُسنے تاج الدولہ کا قصور معاف کرکے اُسکا ملک چھوڑ دیا اور خود اصفہان چلا گیا۔

علاؤ الدولہ کے جانے کے بعد تاج الملک وزیر نے شیخ سے اپنے عفو جرائم کی معذرت چاہی اور اُس سے یہ درخواست کی کہ وہ اسکے پاس رہے شیخ نے منظور کیا اور تاج الدولہ اور تاج الملک کی مصاحبت سے ہمدان کو آیا اور

[1] یہ جو کہا جاتا ہے کہ شیخ نے پوری کتاب شفا زمانہ حبس میں لکھی محض غلط ہے لیکن تاریخ سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ اُسنے اوس زمانہ حبس میں اسکے بعض اجزاء لکھے ہیں ایسی حالت میں اُسکا اتنا لکھنا بھی اُسکی قابلیت اور تعریف کے لئے کچھ کم نہیں ہے۔ مترجم!!

[2] سہو کاتب سے بجائے "بالیقین" کے "فی الیقین" لکھا گیا ہے لیکن یہ کوئی قابل التفات غلطی نہیں ہے۔ مترجم۔

یہان ایک علوی سید کے گھر مین جو اُس کا دوست تھا [illegible] وہ اُس سید
علوی کے گھر مین رہتا تھا شفا کے اور اجزا کو جو نا مکمل تھے پورا کیا اور ایک
رسالہ ادعیہ قلبیہ کا بھی اسی زمانہ مین لکھا۔

روایت کی جاتی ہے کہ شمس الدولہ کی وفات کے بعد دو سال تک شیخ
خانہ نشین رہا اور اُس مدت مین وہ تصنیف و تالیف کے کام مین مصروف رہا۔
چونکہ شیخ مدت سے ایک ہی جگہ رہنے سے اوکتا گیا تھا اوسنے سفر کرنا
مناسب خیال کیا۔ پس اوسنے صوفیون کا لباس پہنکر اور اپنے چھوٹے بھائی
محمود اور ابو عبید اللہ اور ایک دو خدمت گارون کو ساتھ لیا اور اصفہان کو چل
کھڑا ہوا اور سفر کرتا ہوا مقام طبرک مین پہونچا جو علاقہ اصفہان کا ایک شہر ہے
اور ایک دو روز وہان رہکر آرام کیا۔

اس اثنار مین علاؤ الدولہ کو جب اسکے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو اُس نے
اپنے امیرون۔ وزیرون۔ علماء اور فضلاء کو اُسکے استقبال کے لئے بھیجا
اور شیخ کی سواری کے لئے ایک گھوڑا جو شاہی زیور سے سنوارا گیا تھا مع
ایک گرانبہا خلعت کے شیخ کی خدمت مین بھیجا انہون نے اُسکا استقبال کیا اور
بڑی ہی تعظیم و توقیر اور جلوس کے ساتھ اُسکو لے آئے۔ اور شیخ کو عبد اللہ
بن ابی کے یہان اوتارا جو ایک معزز اور متمول آدمی تھا اور اسکی ضروریات
اور مایحتاج کی چیزین ہر وقت مہیا رکھی رہتی تھین۔

دوسرے دن علاؤ الدولہ نے شیخ کو مدعو کیا پھر اُسنے یہ بھی حکم دیا کہ تمام
عالم اور فقیہ ہر جمعہ کی رات کو ہمارے دربار مین حاضر ہوا کرین اور سوا اسے علمی
مناظرہ اور مباحثہ کے اور کوئی بات نہ کرین۔

روایت کی جاتی ہے کہ ہر شب جمعہ کو علما جب علاء الدولہ کی مجلس مین حاضر
ہوتے تو شیخ کسی مسئلے کو پیش کرتا اور چونکہ اسکے سامنے کوئی شخص اُس مسئلہ
کی نسبت تقریر کرنے کی جرات نہین کر سکتا تھا اسلئے وہ خود ہی اوسپر اس خوبی
اور تحقیق سے بحث اور گفتگو کرتا کہ سب لوگ ہمہ تن گوش ہو جاتے اور جس کسیکو
کچھ شبہہ ہوتا وہ اسکو شیخ سے پوچھ لیتا اور شیخ اسکو اس تحقیق سے حل کر دیتا کہ

کو اس حصلہ کی نسبت شک باقی نہ تھا۔

اسی زمانے مین ابوحیان جو بڑا ادیب تھا ایک رات کو وہ بھی علاوالدولہ کے نزدیک بیٹھا ہوا تھا اُسنے علم لغت کے متعلق کچھ بحث چھیڑی شیخ نے علم لغت کے متعلق بھی اپنے غرور علم سے کچھ تقریر کی لیکن سچ یہ ہے کہ شیخ کی یہ تقریر کچھ وقعت نہین تھی کیونکہ شیخ کو اب تک اس علم کیطرف توجہ کرنیکا خیال نہین ہوا تھا۔ اسپر ابوحیان نے کہا بے شک آپ کو علم حکمت اور فلسفہ مین ایسا کمال ہے جو دوسرا شخص اگر آپ کے سامنے اسکا دعویٰ کرے تو جھوٹا ثابت ہوگا اور آپ کا قول قابل صحت سمجھا جاے گا لیکن یہ علم ایسا نہین ہے کیونکہ اسکی نسبت اگر کوئی بات باوقعت اور قابل صحت سمجھی جاتی ہے تو وہ صرف اہل زبان کا محاورہ ہے اسلیئے اسکی نسبت آپ کا قول کبھی حجت نہین ہوسکتا۔

یہ بات شیخ کو بہت ناگوار معلوم ہوئی اب اُسنے اپنی پوری ہمت علم لغت کی طرف متوجہ کردی اور کتاب تہذیب اللغت کا مطالع شروع کردیا جو ابومنصور ازہری کی تصنیف سے تھی[1] اوراسکے اور بھی دوسرے لغت کی کتابون کو دیکھنے لگا اور ایک عرصۂ قلیل مین علم لغت مین وہ ملکہ پیدا کیا کہ اسکے زمانہ کے سب ادیب اور اہل لغت اوس کو اوستاد عصر تسلیم کرنے لگے۔ پھر اس نے ایک قصیدہ لکھا جس مین اُس نے اپنی لغت دانی ظاہر کی اور ایک رسالہ بھی لکھا جو کئی فصلون پر مشتمل تھا۔

ایک طریقہ ابن عمید پر۔

دوسرا ابن عباد کے طریقے پر۔

تیسرا ابراہیم ابو اسحق صابی کے طریقے پر۔

شیخ نے اپنے اس رسالے کو پرانی قدیم کتابون مین شامل کردیا اور بادشاہ سے یہ بات کہی کہ آپ اس رسالے کو ابوحیان کے حوالہ کیجیے اور اُس سے کہئے کہ یہ ایک پرانا قدیم رسالہ کتب خانے مین سے نکلا ہے اور مین اسکے مضامین سے واقف ہونا چاہتا ہون۔ اور جب اسکا عجز ظاہر

[1] چونکہ یہ کتاب اوس وقت وہان دستیاب نہین ہوسکی اس لئے خراسان سے منگائی گئی۔

ہو جائے تو اُس وقت اس کو میری طرف منسوب کیجیے ورنہ اسوقت تک اس راز کا پوشیدہ ہی رہنا مناسب ہے۔

غرضکہ عادت کے موافق ابو منصور جبان بادشاہ کے پاس آیا باتون باتون مین بادشاہ نے اس سے کہا کہ یہ چند رسالے نظم و نثر کے کتب خانہ نکل آئے ہین مین ان کے مضامین کو معلوم کرنا چاہتا ہون۔ ابو منصور نے لیکر اسکو بغور دیکھا لیکن بہت سے مضامین پورے طور پر اسکے سمجھ مین نہین آسکے اس اثنا مین شیخ بھی آپہونچا۔ جن لغات کے معنے ابو منصور سے حل نہین ہو سکے تھے شیخ نے انکو سہل طور سے بیان کر دیا۔ اپنے بیان کی صداقت مین اہل زبان کے محاورات کی اتنی نظرین پیش کین کہ سب کو حیرت ہوگئی۔ ابو منصور سمجھ گیا کہ یہ نظم و نثر شیخ ہی کی تصنیف ہے پھر اوسنے معذرت چاہی اور شیخ کی لغت دانی کا بھی قائل ہو گیا۔

پھر اسی زمانے مین شیخ نے علم لغت مین ایک کتاب لکھی جسکا نام لسان العرب رکھا۔ لیکن چونکہ اس کتاب کا مبیضہ نہین ہونے پایا تھا کہ وہ اُسکی اور بیش بہا کتابون کے ساتھ تباہ و برباد ہوگئی۔ چنانچہ آگے اس کا حال مفصل بیان کیا گیا ہے

اور اسی زمانے مین علاؤ الدولہ نے شیخ کو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ روایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے وزارت کے زمانہ مین ہمیشہ آفتاب کے طلوع ہونے سے پیشتر اوٹھا کرتا تھا اور کچھ دیر تک کتابون کا مطالعہ کرتا رہتا تھا اسکے بعد مجلس درس مین جا بیٹھتا اسوقت اسکے سب شاگرد بھی جمع رہتے تھے پھر وہ انکے سامنے علوم حکمت کے مضامین پر لکچر دیتا وہ لوگ نہایت ہی ذوق و شوق سے اسکو سنتے اور فائدہ اوٹھاتے جو لوگ اسکے مجلس درس مین حاضر ہوا کرتے تھے اُن مین سے بعض کے یہ نام ہین۔

کیا رئش۔ بہمن یار۔ ابو منصور زیلہ۔ عبد الواحد جرجانی ابو عبداللہ معصومی۔ سلیمان دمشقی وغیرہم۔

بہمنیار لکھتا ہے کہ اُس زمانے مین ایک شب کا ذکر ہے کہ بیٹھے عیش و عشرت

مین رات صبح کردی - پھر جب صبح کو مجلس درس مین ہم سب لوگ جمع ہوئے تو شیخ الرئیس درس دینے لگا چونکہ ہم سب کے ہوش وحواس بجا نہ تھے اسلئے کوئی شخص توجہ سے نہین سنتا تھا اور اسلئے فہمید کے آثار کسیکے چہرہ سے ظاہر نہین ہوتے تھے گو شیخ بہت کوشش کرتا تھا اور مسائل کو نہایت فصاحت اور مشرح طور پر بیان کرتا تھا مگر کسیکے ہوش بجا نہ تھے جو پورے طور پر سمجھتا - آخر وہ میری متوجہ ہوا اور کہا شد تم نے رات کو اپنا گرانمایہ وقت لہو ولعب مین کاٹا ہے - مینے کہا آپ بہت درست فرماتے ہین شیخ نہایت برانگیختہ ہوا اور رنج سے آنکھون مین آنسو لاکر ایک سرد آہ کھینچی اور کہا افسوس اکہ تم اپنی گرانبہا عمر کو اس بے قدری سے گذارتے ہو اور تحصیل علم سے بے بہرہ رہتے ہو تعجب ہے کہ ایک ذلیل پیشے کا آدمی بھی اپنے پیشے مین شبانہ روز محنت کرکے نامور اور صاحب کمال ہوجاتا ہی اور تم حالانکہ اپنے کو شریف سمجھتے ہو اور اہل علم مین اپنے کو شمار کرتے ہو مگر میری راے مین ایک جاہل سے جاہل آدمی بھی تم سے بہتر ہے کیونکہ اداے فرائض سے بے پروا نہین رہتا ہے - حاصل کلام اون سب کے دلون پر شیخ کی یہ نصیحت اپنا کام کر گئی اور اس روز سے وہ سب اسکی مجلس مین حاضر رہتے اور نماز پنجگانہ بھی اسکے ساتھ ادا کرتے تھے -

ان مشاغل کے بعد شیخ الرئیس امورات انتظام سلطنت کی طرف متوجہ ہوتا اور ہر ایک قسم کی اصلاح وانتظام کے متعلق احکام جاری کرتا -

روایت کی جاتی ہے کہ ہی زمانہ مین جبکہ شیخ الرئیس عہدہ وزارت پر متمکن تھا ایک بڑا امیر مرض مالیخولیا مین مبتلا ہوگیا اور اسکو یہ خیال بندہا کہ وہ ایک گاے ہوگیا ہے پس وہ گاے کیطرح پکارتا تھا اور جو کوئی اسکے نزدیک جاتا وہ او سپر حملہ کرتا - اور اگر اسکو موقع ملجاتا تو وہ لوگون کو زخمی بھی کرتا اور یہ کہتا کہ مین گاے ہوگیا ہون اور کاٹ کر میرے گوشت کا ہریسہ بناؤ اور کھاؤ - غرضکہ ایک زمانہ تک اسکا یہی حال رہا اور پھر دن بدن مرض بڑھتا چلا - اور آخر کار یہ نوبت پہونچی کہ کوئی دوا ہو کوئی غذا ہو اس سے

اسکا علاج بہ مشاکل ہو جاتا تھا سب طبیبون نے اسکے علاج سے ہاتھ اوٹھا لیا۔ اُسکے عزیزون نے علاؤالدولہ سے یہ سب کیفیت بیان کی اور یہ درخواست کی کہ آپ مہربانی فرماکر شیخ الرئیس کو اسکے علاج کرنے کا حکم دیجئے علاؤالدولہ نے شیخ کو بلوایا اور اوسکے معالجہ کرنے کا حکم دیا۔ شیخ مریض کے مکان پر پہونچا اور اُسکے خدمتگارون اور لونڈیون سے اُس مرض کی کیفیت جیسی کہ دریافت کرنی تھی۔ دریافت کی۔ پھر اسنے اُسکے متعلقین سے کہا کہ تم اُسکو یہ اطلاع دو کہ اب ذبح کرنے اور تیرا گوشت کاٹنے کے لئے قصاب آتا ہے۔ یہ کہکر وہ خود بڑے جلوس کے ساتھ آیا اور اس کے ہاتھ مین ایک چھری بھی تھی اس نے کہا وہ گائے کہان ہے جس کے ذبح کرنے کے لئے مجھکو بلا لائے ہو اس کو پکڑ لاؤ مین اس کو ذبح کرہون۔ بیمار نے یہ آواز سنکر گائے کی طرح چلایا اس سے اس کا یہ مطلب تھا کہ مین ہی گائے ہون۔ شیخ نے کہا اوسکو یہان صحن مین پکڑ لاؤ اور اُس کے ہاتھ پاؤن باندھ دو۔ بیمار یہ سنکر خود ہی صحن مین آیا اور لیٹ گیا پس اُس کے ہاتھ پاؤن باندھ دئے گئے۔ شیخ نے چھری پر چھری کو گھسا اور اُس کے پیٹ کو ٹھٹولنے لگا جیسے کہ قصابون کی عادت ہے۔ اُسکے بعد اُس نے کہا یہ گائے ابھی بہت دُبلی ہے اور کاٹنے کے قابل نہین ہے۔ چند روز اس کو گھانس اور دانہ کھلاؤ۔ جب یہ خوب موٹی ہو جائے گی تو مین آکر ذبح کرونگا یہ کہکر وہ اوٹھا اور اس متعلقین سے کہا کہ تم اس سے یہ کہو کہ تو جلد کھا کر موٹا ہو جا پھر تجھے قصاب آکر ذبح کرے گا۔ یہ سنکر مریض بہت خوش ہوا کہ اب مین جلد ذبح کیا جاؤنگا پس وہ کھانے لگا اس صورت سے اسکو دوا اور غذا دیجانے لگی اور اس تدبیر سے ہر ایک مناسب دوا اسکو دیجانے لگی اور بفضل خدا وہ بہت جلد تندرست ہو گیا۔ شیخ کے اس علاج سی علاؤالدولہ بہت خوش ہوا اور شیخ کی بہت تعریف و توصیف کی۔

تاریخ الحکماء مین روایت کی گئی ہے کہ اسی زمانے مین شیخ نے کتاب شفا مین اور اجزا اضافہ کرکے اسکو مکمل کیا اور کتاب منطق اور مجسطی کی تصنیف

سے بھی فارغ ہوا اور اس سے پہلے کتاب اقلیدس اور ارثما طیقی اور موسیقی کا اختصار کر چکا تھا اور ہر کتاب مین ریاضی کو جسکی اُس مین ضرورت ہوتی تھی لکھتا جاتا تھا اور مجسطی مین اور دس شکلین جنمین اختلاف منظور تھا زیادہ کین اور اسیطرح مجسطی کے آخر مین علم ہیئت کی بھی چند مسائل جو پہلے اُس مین نہین تھی اضافہ کئے - اور اقلیدس مین چند شبہات اور زیادہ کئے اور ارثما طیقی مین چند خواص حسنہ کا اضافہ کیا اور موسیقی مین چند مسائل ایسے بڑھائے جس سے متقدمین آگاہ نہین تھے غرضکہ اسیطرح سے کتاب شفار کے تمام اجزا کو بالکل تکمیل کر دیا جس مین علم حکمت کے مسائل پورے بیان کئے گئے ہین - مگر اسوقت تک کتاب نبات وحیوان اُس مین شریک نہین کی گئی تھی اس کتاب کو اسنے اسوقت لکھا جبکہ وہ علاؤ الدولہ کے ساتھ شاپور[1] کا سفر کر رہا تھا اور جس زمانے مین کہ وہ عہدۂ وزارت سے سرفراز اور اصفہان مین مقیم تھا کتاب نجات کو جو اسکی بیش بہا تصنیف ہے تصنیف کی -

روایت کی جاتی ہے کہ جس زمانہ مین علاؤ الدولہ مفسدون کے تنبیہ کی غرض سے ہمدان کو روانہ ہوا تھا شیخ بھی اسکے ساتھ تھا - ابو عبید اللہ جو ہمیشہ شیخ کی صحبت مین رہتا تھا اور اس سے علم حاصل کرتا رہتا تھا وہ بیان کرتا ہے کہ اس زمانہ مین ایک رات کا ذکر ہے کہ علاؤ الدولہ کی مجلس مین علوم نجوم کا کچھ ذکر آیا اور تقویمون مین جو خلل قدیم رصدون کے بموجب واقع ہوتا تھا اسکا بھی ذکر آیا علاؤ الدولہ نے شیخ الرئیس سے کہا کہ اگر تو کوئی رصد خانہ بنا دے گا تو بہت کار آمد اور مفید ہو گا اور اسنے اپنے خزانچی کو یہ حکم دیدیا کہ وزیر اعظم (شیخ الرئیس) جسقدر روپیہ طلب کرے بلا تامل دیدیا کر - ابو عبید اللہ لکھتا ہے کہ شیخ نے مجھکو بلوایا اور اس کا انتظام میرے سپرد کیا - محض عمل کی سہولت اور باریکیون کی وضاحت اور تشریح کی غرض سے اُس نے ایک رسالہ بھی لکھدیا - مین نے بہت جلدی سے اسکا انتظام کیا اور مختلف قسم کے آلات اور اوزار جمع کئے تاہم اس کے

[1] شہر فارس کا ایک شہر ہے اور اصفہان سے تخمیناً پندرہ فرسخ کی مسافت پر واقع ہے -

مہمات نے مہینون کی مہلت نہ دی - علاوہ اسکے علاء الدولہ کے متواتر سفر اور شیخ الرئیس کے مشاغل کی کثرت سے یہ کام انجام کو نہ پہونچ سکا - شیخ نے اسی زمانے مین کتاب حکمت جو علائیہ کے نام سے موسوم ہے تصنیف کی

ابو عبید اللہ یہی بیان کرتا ہے کہ مجھکو مدتون شیخ کی صحبت مین رہنے کا اتفاق ہوا اور مین شیخ کے طریقہ مطالعہ سے بھی خوب واقف ہون مین نے دیکھا ہے کہ شیخ کبھی کسی کتاب کو ترتیب سے بالاستیعاب مطالعہ نہین کرتا تھا بلکہ اسکی عادت یہ تھی کہ وہ ہر کتاب کے مشکل مقامات کو دیکھتا تھا جس سے وہ مصنف کتاب کی شان کو جان لیتا -

یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ جب شیخ نے کتاب مختصر اصغر کو جو منطق مین ہے تصنیف کیا اور وہ شیراز کے عالمون کے مطالعہ مین آئی تو اُنھون نے اوسپر چند اعتراضات لکھے اور اُن اعتراضات کو ایک رسالے کی صورت مین جمع کر کے مع ایک خط کے ابو القاسم کرمانی کے پاس جو ابراہیم ابن بابا ر دیلمی کا دوست تھا بھیجے -

ابو القاسم نے اُن اجزا کو شیخ کے حوالہ کیا - شیخ ابو القاسم سے باتین کرتا ہوا اسکو دیکھتا جاتا تھا اور نماز عشا تک یہی صحبت رہی بعد نماز عشاء کے اُس نے اُن اعتراضات کے جوابات لکھنے شروع کئے یہ موسم گرمیون کا تھا اور رات بھی چھوٹی ہوتی تھی نصف شب گذری تھی کہ اُسنے اُن سب اعتراضات کے جوابات لکھڈالے - ابو القاسم کہتا ہے کہ مین صبحکو جب شیخ کے پاس آیا تو وہ جانماز پر بیٹھا ہوا تھا اُس نے مصلے کے نیچے سے وہ جوابات نکالکر میرے حوالہ کئے اور یہ کہا کہ مین نے جس جلدی سے یہ جوابات دئے ہین اسکی کیفیت بھی ایک خط مین لکھکر علماے شیراز کے پاس بھیجدے - جب ابو القاسم کا خط اور شیخ کے جوابات انکے پاس پہونچے تو وہ سب حیرت مین رہ گئے اور انھون نے اپنی خطا کا اعتراف کیا -

روایت کی جاتی ہے کہ جس زمانے مین شیخ اصفہان مین وزیر تھا علاء الدولہ نے ایک کمربند جو زر و جواہر سے مکلل و مرصع تھا مع ایک خنجر کے جو زر و جواہر

اور دولاول آبدار سے مرصع عطا فرمایا چونکہ شیخ نے اس چیز کو اپنی حالت کے نامناسب پایا تو اُس نے اپنے ایک غلام کو وہ کمر بند اور خنجر دیدیا۔ چند روز کے بعد علاؤالدولہ نے اُس کمر بند اور خنجر کو شیخ کے غلام کے کمر مین بندھا ہوا دیکھا اور غلام سے اسکا سبب پوچھا تو اُس نے بیان کیا کہ شیخ نے مجھکو مرحمت کیا ہے۔ علاؤالدولہ نہایت برانگیختہ ہوا اور غلام کو سرزنش کی اسلئے کہ علاؤالدولہ اُس کمر بند کو اپنے لایق سمجھتا تھا اسوجہ سے وہ شیخ کے قتل کرنے پر آمادہ ہوگیا کیونکہ اسنے شاہی عطیہ کی کچھہ قدر نہین کی۔ اہل دربار مین سے ایک شخص نے جو شیخ کا بڑا دوست تھا شیخ کو اس واقع اطلاع دی۔ پس شیخ سیاست سلطانی کے خوف سے بھیس بدل کر صفہان سے ملک رَے کو چل نکلا۔ جب شیخ رَے مین پہونچا اور چونکہ بھوکا تھا بازار مین روٹی خریدنے کے لئے نکلا تو ایک دوکان پر لوگون کا ہجوم تھا دیکھنے اور دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک نوجوان بیمارون کو دوا دیتا ہے اور یہ ہجوم مریضون کا ہے۔ شیخ اس دوکان کے قریب پہونچا اور اس طبیب جوان کے اقوال واعمال کو دیکھنے لگا اس اثنار مین ایک بڑھیا قارورے کی شیشی ہاتھہ مین لئے ہوئے پہونچی اُس نے قارورے کی شیشی دیکھتے ہی بلا تامل یہ کہدیا کہ جس مریض کا یہ قارورہ ہے وہ یہودی ہے اسکے بعد یہہ کہا کہ آج مریض نے چھاچھہ پی ہے۔ عورت نے کہا ”ہان“ پھر اُس نے کہا کہ اس مریض کی خوابگاہ پست جگہہ مین ہے۔ عورت نے کہا ”ہان“ جب اس طبیب جوان کی نظر شیخ پر پڑی تو اُس نے شیخ کو اپنے نزدیک بلوایا اور اپنے بازو مین بٹھایا۔ علاج معالجہ سے فارغ ہونے کے بعد اس نوجوان نے کہا کہ ”مین جانتا ہون کہ تو شیخ الرئیس ہے اور علاؤالدولہ کے خوف سے بھاگ کر یہان آیا ہے“ اس کلام کے سننے سے شیخ کو اور زیادہ تعجب ہوا۔ پھر اسنے شیخ سے اسبات کی درخواست کی کہ وہ اسکی مہمانی قبول کرے۔ شیخ نے اسکی دعوت قبول کی اور اسکے گھر کو گیا۔ دعوت کے تکلفات اور مہمانی کی غرضون کے ختم ہونے کے بعد ایک روز شیخ نے اُس سے اُس روز کے

دراچھ کی خبر دریافت کی اور کہا کہ تو نے کس طرح جانا کہ وہ فار و رنجور تھی
کا تھا اور اسنے چھاچھ پی ہے اور اُس کی خوابگاہ مقام پست مین واقع ہے
نوجوان نے کہا مینے اسوجہہ سے ان امورات جان لیا کہ جب اس عورت
نے اپنے پیراہن سے ہاتھ باہر نکالا تو مین نے دیکھا کہ اسکا پیراہن نہایت
قیمتی ہے مگر اسکے ساتھ ہی اوسپر نجاست کے آثار بھی مین نے دیکھے۔ اور
چھاچھ کی بھی دھبے اوسپر پڑے ہوے تھے اس سے مین نے جانا کہ وہ
یہودیہ ہے اور چونکہ اس شہر مین یہودیون کا محلہ ایک پست مقام مین ہے
اسوجہہ سے مین نے کہدیا کہ اسکی خوابگاہ مقام پست مین واقع ہے پھر
شیخ نے یہ پوچھا کہ تو نے مجھکو کس طرح پہچانا کہ مین شیخ الرئیس ہون اور
علاؤ الدولہ کے خوف سے بھاگ کر آیا ہون اوسپر نوجوان نے کہا کہ
مین پہلے ہی سے تیرے فضل و کمال کی کیفیت سن چکا تھا اور جب مین نے
تجھکو دیکھا تو تیرے چہرے سے وہ آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ اس سے
مین نے خیال کیا کہ ہو نہو یہ بو علی ہے اور مین یہ بھی جانتا تھا کہ علاؤ الدولہ
کبھی تجھکو اپنے سے جدا نہ کرے گا مگر ایک اتفاقی امر سے وہ تجھپر خفا ہو گیا اور
یہ خبر زبان زد عام تھی غالباً تو اسیوجہہ سے وہان سے بھاگا ہے مین نے
ان حالات کے جاننے سے تجھکو پہچان لیا۔

پھر شیخ الرئیس نے اُس نوجوان طبیب سے کہا کہ اب تو مجھ سے کیا
چاہتا ہے تاکہ مین اسکو قبول کرون اور تا بمقدور تیری آرزو کے پورا
کرنے مین کوشش کرون۔ اُس نے کہا علاؤ الدولہ تجھ سے کنارہ کش
نہین رہے گا اور قریب مین تجھکو بلوائے گا اور تجھکو تیرے عہدۂ سابقہ
پر مقرر کرے گا۔ میری تجھسے صرف یہ درخواست ہے کہ جب تو اپنے عہدہ
وزارت پر مامور ہو جائے تو میرے کمالات کا ذکر جنکو تو نے بچشم خود
دیکھا ہے علاؤ الدولہ کے حضور مین بیان کرے اور سفارش کر کے
مجھکو اُس کے مصاحبین مین داخل کرے۔

تھوڑے دنون کے عرصے مین علاؤ الدولہ نے اپنے چند خاص

بالاتفاق لوگ خلعت وزارت سے عمدہ وزارت شیخ الرئیس کے پاس بھی
اُس نے عمدہ وزارت چاہی جب شیخ اصفہان کو روانہ ہوا تو اُس نوجوان طلبہ
کا واقعہ بیان کیا اور اسکے کمال کی تعریف کی اور سفارش کر کے اُسکو خاص
مصاحبون مین داخل کرا دیا جسوقت کہ شیخ عمدہ وزارت کے کامون مین
مصروف تھا۔ نوجوان بادشاہ کو ایسے عمدہ لطیفون سے خوش وقت رکھتا
کہ بڑے بڑے ادیب اور ندیم اسکے لطیفون پر تعجب ظاہر کرتے تھے
تاریخ نگارستان مین روایت کی گئی ہے کہ گو شیخ الرئیس بڑے بڑے
اہل علم اور ذی فنون لوگون کے نزدیک مسلم اوستاد تھا اور کوئی اُسکے
روبرو تقریر نہین کر سکتا تھا اور ہر شخص کو وہ تقریر مین چپ کر دیتا تھا۔
لیکن ایک وقت کا ذکر ہے کہ ایک بہت ہی ذلیل خاکروب سے تقریر مین
اسقدر عاجز آگیا کہ اسکو کوئی بھی جواب نہ دے سکا اور چونکہ ہمراہ بہت
سے لوگ تھے وہ بہت ہی شرمندہ اور خفیف ہوا۔ اسکی اصل واردات یہ ہے
کہ ایک روز شیخ جب کہ وہ وزیر تھا مع جلوس ایک راستے سے گذر رہا تھا
کہ اسنے ایک خاکروب کو دیکھا جو کہ اپنے شغل مین مصروف تھا اور یہ شعر
پڑھتا جاتا تھا

گرامی داشتم اے نفس از آنت
کہ آسان بگذرد بر دل جہانت

یعنی اے نفس مین تجھکو اسلئے عزیز رکھتا ہون کہ دنیا کے حالات سے
تجھکو کسی قسم کا بار نہ ہونے پائے۔

شیخ اس شعر کو سنکر ہنسا اور مسکراتا ہو بنظر طعن کے اُس سے کہا ان
نفس کی ایسی ہی عزت کرنا چاہئے جیسی کہ تو اسکے ساتھ مرعی رکھتا ہے اسکی
تو نے خوب تعظیم کی کہ اسکو ایسے ذلیل کام مین ڈالا ہے اور تو اپنی عمر
عزیز کو ایسے خسیس کام مین صرف کرتا ہے اور اس ذلیل کام کو باعث
فخر جانتا ہے۔ اُسنے تھوڑی دیر کے لئے اپنا کام ترک کیا اور یہ جواب دیا
کہ جرات اور ہمت کی رو سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ ذلیل پیشہ سے بھی

پیدا کرکے کھانا اس سے بہتر ہے کہ کسیکی خدمت بجالانا اور اسکا احسان اوٹھانا۔ یہ سنکر شیخ الرئیس سخت شرمندہ ہوا اور وہان سے جلد جلد چلکر حاصل کلام شیخ الرئیس نے علاؤ الدولہ کی ملازمت مین اپنی عمدہ حکیمانہ لیاقتون کا اظہار کیا کہ وہ کبھی بھولی نہین جا سکتین۔

کتب تواریخ مین یہ صاف طور پر بیان کیا گیا ہے کہ جب سلطان محمود سبکتگین عراق عجم کو فتح کرلیا تو اسنے مجدالدولہ ویلمی کو گرفتار کرکے غزنین کو بھیجدیا اور ابوجعفر علاؤ الدولہ کا کو یہ جو مجدالدولہ کی جانب سے اصفہان کا صوبہ دار یا فرمانروا تھا سلطان محمود کی قوت اور سیاست سے خائف ہوکر فارس کو چلا گیا سلطان محمود اسپر قبضہ کرلینے اور ملک رے کو فتح کرنے کے بعد عراق کی صوبہ داری اپنے فرزند مسعود کے سپرد کرد کے خود غزنین کو چلا گیا۔ علاؤ الدولہ نے بنظر مصلحت وقت اپنے بیٹے کو بہت سا تحفہ اور ہدیہ دیگر سلطان مسعود کے پاس بھیجا جس سے اسکے قصور معاف کردئے گئے اور اصفہان کی حکومت پھر اسکے سپرد کردی گئی۔ جب اسیطرح کچھ مدت گذری تو شیخ الرئیس کی حسن تدبیر سے پولیٹکل امور مین بہت اصلاح ہوگئی جسکی بناء پر اسنے پھر اپنے مستقل حاکم ہونے کا دعوی کیا جب سلطان مسعود کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو وہ ایک بھاری جنگی فوج لیکر اصفہان پر چڑھ آیا۔ چونکہ علاؤ الدولہ کو اسکے مقابلے کی تاب نہین تھی اسلئے وہ اصفہان سے نکلکر شاپور اور اہواز کو چلا گیا۔ جب سلطان مسعود اصفہان مین پہونچا تو علاؤ الدولہ کی بہن گرفتار ہوگئی۔ شیخ الرئیس نے علاؤ الدولہ کے خاندان کی عزت وناموس کے لحاظ کرنے کی نسبت جو رائے دی اس کو سلطان مسعود نے پسند کیا۔ پھر شیخ نے اسکو یہ رائے دی کہ اگر آپ علاؤ الدولہ کی بہن سے جو آپ کی ہم کفو ہے نکاح کرلین تو سب جھگڑا جاتا رہے گا اور علاؤ الدولہ بلا تامل اصفہان آپکے حوالہ کردے گا۔ پس اسنے شیخ کی رائے کے بموجب اس سے نکاح کیا اور اپنی بیبیون سے زیادہ اسکی عزت اور خاطر کرتا تھا پھر اسنے

خود ہی اصفہان کو علاء الدولہ کے حوالہ کر دیا۔ جب اسطرح پر کچھ زمانہ گذر گیا تو بعض شریر مفسدون نے سلطان مسعود سے یہ کہدیا کہ علاء الدولہ پھر آپ سے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ چنانچہ وہ خفیہ طور پر برابر جنگ کی تیاریان کر رہا ہے اس خبر کے سننے سے سلطان مسعود بہت ہی برانگیختہ ہوا اور علاء الدولہ کو لکھ بھیجا کہ تو اپنے خیال خام سے درگذر اور اپنی عزت کے کھوئے جانے کا خیال کر اور ہمین تکلیف بھی نہ دے ورنہ مین تیری بہن کو آزاد کر دونگا اور اسکو فوج کے ایک ادنیٰ سپاہی کے حوالے کر دون گا اس خط کے پڑھنے سے علاء الدولہ بہت خشمناک ہوا اور اسکے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو گئے اور شیخ سے کہا تو میری جانب سے اس خط کا جواب لکھ بھیج شیخ نے مقررہ آداب والقاب سلاطین کے لکھنے کے بعد یہ لکھا کہ بعض چغلخورون اور مفسدون نے جو علاء الدولہ کے دشمن ہین آپ کو بہکایا ہے اور جس امر سے آپ کو باور کرایا گیا ہے وہ محض غلط اور بہتان ہے آپ نے جو اپنے حرم کے متعلق لکھا ہے اگرچہ وہ عصمت مآب بیوی علاء الدولہ کی بہن ہے لیکن چونکہ اب وہ امیر (آپ کی) کی منکوحہ ہے اگر آپ اسکو طلاق بھی دیدینگے تو وہ آپ ہی کی مطلقہ کہلائے گی۔ اس بات کو تمام دنیا نے تسلیم کر لیا ہے کہ غیرت اور حمیت اپنی عورت کی شوہر کو ہوتی ہے نہ کہ بھائی کو۔ جب سلطان مسعود نے شیخ کے خط کو ملاحظہ کیا تو اسکو علاء الدولہ کی جانب سے اطمینان ہوا اور معلوم کر لیا کہ مفسدون نے جس امر کی اطلاع دی تھی وہ بالکل غلط ہے۔ پھر چغلخورون کی عزت اور وقعت اسکی نظر سے گر پڑی اور اس نے علاء الدولہ کی بہن اور اپنی بیوی کی اور زیادہ عزت وحرمت کی

مورخین کا بیان ہے کہ اسی زمانے مین سلطان محمود کا انتقال ہوا جب سلطان مسعود کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو وہ فوراً غزنین کو روانہ ہو گیا کہ چلو پہونچکر ملک موروثی پر بغیر کسی مانع کے پیش ہونے کے قبل قابض ہو جاوے۔ جب وہ اپنے باپ کی جگہ پر تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا تو اُسنے ابو سہیل ہمدانی کو عراق کا صوبہ دار کیا۔ ابو سہیل نے

علاء الدولہ کے ساتھ ناشایستہ برتاؤ اختیار کیا چونکہ علاء الدولہ اُن کے ناشایستہ برتاؤ کا تحمل نہ ہوسکا اسلئے اُن دونون مین جنگ ہوگئی اور ابوسہیل ہمدانی کو فتح حاصل ہوئی اسکے بعد ابوسہیل جب اصفہان مین آیا تو اسنے بہت سی نایاب چیزون کو تباہ وبرباد کردیا اور شیخ الرئیس کی مصنفات کو بھی جنکا صرف مسودہ ہوا تھا تباہ کردیا۔ اس اثنا مین علاء الدولہ پھر موقع پاکر اور جمعیت فراہم کرکے ابوسہیل سے جنگ کا خواستگار ہوا اور اس جنگ مین ابوسہیل کو شکست فاش حاصل ہوئی۔ پھر علاء الدولہ مستقل طور پر سریر آرائے سلطنت ہوا۔ اور شیخ الرئیس مکرر بھی موقع فرصت پاکر اپنی مصنفہ کتابون کی جمع وتالیف مین جنکا بیضہ نہین ہوا تھا مصروف ہوا۔

حاصل کلام شیخ کے فضل وکمال کا ایک عالم معترف ہے اور اس سے جو حکایات اور لطائف وغیرہ سرزد ہوئے ہین اس مقام پر انکا بیان خالی از لطف نہین ہے اسلئے ہم بھی منجملہ انکے چند حکایات ناظرین کی بصیرت کی غرض سے اس مقام پر درج کرتے ہین۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اوستاد ابوریحان بیرونی نے علم طبیعات کے اٹھارہ مسئلے جو ذیل مین بیان کئے گئے ہین اور جنمین ارسطو پر چند اعتراضات ہین اور جنمین اسنے خود چند امور مین استفسار کیا ہے انکو ایک رسالہ کی صورت مین مدون کرکے شیخ کے پاس بھیجا

مسئلہ اول۔ اجسام فلکیہ کی خفت وثقل (سبکی وگرانی) کی نسبت ارسطو پر اعتراض۔ مسئلہ دوم ارسطو پر قدم عالم کی نسبت اعتراض مسئلہ سوم ارسطو اور تمام حکمائے متقدمین پر یہ اعتراض کہ جہات ستہ کے قایم کرنے کی کیا وجہہ ہے؟ مسئلہ چہارم ارسطو پر اسبات کا اعتراض کہ وہ جزو لایتجزی کے قائلین کو کیون برا کہتا ہے؟ حالانکہ اس نے حکما پر بھی وہی ایراد وارد ہوتے ہین جو متکلمین پر وارد ہوتے ہین مسئلہ پنجم ارسطو پر اس امر کا اعتراض کہ وہ کس دلیل سے اُس عالم کے وجود سے انکار کرتا ہے جو اس عالم سے علیحدہ ہے اور اُسکے معتقدین کو کیون برا کہتا ہے حالانکہ اس عالم کے

امکان کی بہت سی دلیلین ہین اور اس کے ممنوع ہونے کی دلیلین قابل رد و قدح بلکہ اس کے وجود کی دلیلین اس کے عدم کی دلیلون پر فوقیت رکھتی ہین - مسئلہ ششم ارسطو پر اس بات کا اعتراض کہ شکل فلکی کو وہ کس دلیل سے کروی مانتا ہے اور اگر اس کی شکل بیضوی وغیرہ مان لی جائے تو تو لزوم خلاء کیونکر لازم آتا ہے اور یہ ہر شخص کی سمجھ مین آسکتا ہے کہ شکل فلک بیضوی وغیرہ ہو اور خلاء بھی لازم نہ آسکے - مسئلہ ہفتم ارسطو پر اس بات کا اعتراض کہ وہ کس دلیل سے تعین یمین (داہنی سمت) قایم کرتا ہے حالانکہ یہ امر مستلزم دور ہے - مسئلہ ہشتم ارسطو پر اس بات کا اعتراض کہ وہ آگ کی شکل کو کروی کیون مانتا ہے حالانکہ وہ اسکو بھی تسلیم کرتا ہے کہ لازمی طور پر آگ غیر کروی الشکل ہونی چاہئے - اور بعض مطالب کا استفسار جنکو اس نے ارسطو کی کتابون مین دیکھا تھا - مسئلہ نہم شعاع کی حقیقت کی نسبت یہ سوال کہ آیا وہ جسم ہے یا عرض - مسئلہ دہم عناصر کے انقلاب اور استحالہ کا استفسار اور یہ کہ وہ کسوجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ منقلب ہوتے ہین - مسئلہ یازدہم جو شیشہ کہ آب صافی سے بھرا ہوا ہو وہ اپنے مقابلے کے اجسام کو کیون جلا دیتا ہے ؟ مسئلہ دوازدہم عناصر کے مکان طبعی کی نسبت سوال - مسئلہ سیزدہم کیفیت ادراک باصرہ کی نسبت استفسار - مسئلہ چہاردہم زمین کے ربع مسکون شمالی کے آباد ہونے کا سبب کیا ہے باوجودیکہ وہ دوسرا ربع شمالی جنوبی دو ربعون کے ساتھ اس حکم مین مشترک ہے اور کوئی سبب امتیاز کا نہین ہے - مسئلہ پانزدہم سطحون کی تلافی کی نسبت انکار اور استفسار دلائل مہندسی سے - مسئلہ شانزدہم خلاء کے امتناع کی نسبت استفسار حالانکہ ایک بند شیشے مین اسکا وجود ممکن بلکہ محسوس ہے - مسئلہ ہفدہم شدت برودت سے ظروف

سلہ ہم اپنے زمانہ کے حکماء کے بہت ممنون ہین کہ انھون نے اس جھگڑے ہی کو مٹا دیا یعنی وجود فلک کی دلیلون کو انھون نے توڑ دیا جس سے شکل فلکی کی شکل کروی ہونا باقی رہتا ہے اور نہ غیر کروی -

کے ٹوٹنے کا سبب کیا ہے مسلا ہیدہم۔ پانی پر برف کے قایم رہنے کا سبب حالانکہ برف بہ مقابلہ پانی کے کہین زیادہ ثقیل ہے۔

حاصل کلام چونکہ اوستاد ابوریحان اور ابو عبید اللہ معصومی مین جو شیخ کا بڑا فاضل شاگرد تھا نوک جھوک رہتی تھی شیخ نے ان اعتراضات کو اول خوب جانچ لیا پھر انکا جواب لکھنے کے لئے ابو عبید اللہ کے سپرد کیا اور خود جواب دینے سے ساکت رہا چونکہ ابوریحان کو اپنے جواب کے آنے مین دیر معلوم ہوئی تو اسنے یہ سمجھا کہ شیخ اُن سوالات کے جواب دینے سے عاجز آگیا ہی شیخ کو اُنکے جوابات لکھنے پر اپنے خط کے ذریعے سے آگاہ کیا۔ شیخ سمجھہ گیا کہ وہ میرے جواب نہ دینے پر میرا عجز خیال کرنے لگا ہے۔ تو خود شیخ نے اپنے قلم تحقیق رقم سے اسکے جوابات لکھے اور اوسکی تمہید مین ایک عذر لکھا جسکا ماحصل یہ تھا کہ "خدا تیری مدد کرے اور تجھکو مکروہات سے بچائے اگر مسائل کے جواب دینے مین دیری ہوئی ہے تو کچھہ قصور کی بات نہین ہے اسلئے کہ مین نے ان مسائل کے جوابات لکھنے کے لئے ابو عبید اللہ معصومی کے سپرد کیا تھا اور مین نے یہ خیال کر لیا تھا کہ ابو عبید اللہ نے جوابات لکھکر بھیجدے ہونگے" غرضکہ شیخ نے اسکے ہر ایک سوال کا جواب نہایت روشن اور واضح دلیلون سے چند اوراق مین لکھکر مرتب کیا اور اسکے خاتمہ پر یہ عبارت لکھی "فہذا جواب ما سالتنیہ من المسائل وجب ان اشکل علیک شئ من ہذہ الفصول ان تمن علی مطالبۃ المعاودۃ شرحہا حتی اجتہد فی تفہیمہا و الفاذہا الیک" مین نے ان مسائل کے جواب جو تو نے مجھسے پوچھے تھے لکھدئے ہین۔ اور مین دل سے چاہتا ہون کہ اگر ان مین سے کوئی جواب تیری سمجھہ مین نہ آئے اور تو اسکو نہ حل کر سکے تو مین بہت ممنون ہونگا اگر تو مجھسے انکی شرح چاہیگا کیونکہ مین بہت جلد اُسکو وضاحت سے لکھکر تیرے پاس بھیجدونگا، جب شیخ نے اس رسالے کو ابوریحان کے پاس بھیجا تو اُسنے اس رسالے کو شروع سے آخر تک بالاستیعاب ملاحظہ کیا لیکن خاتمہ کی چند سطرین اسپر ناگوار گذرین اور اسیوجہ سے وہ پھر جواب الجواب

کے لینے اور اعتراضات کرنے کے درپے ہوا اور جابجا اُس مین شیخ کو ناشایستہ اور غیر مہذب الفاظ سے یاد کیا اُسنے شیخ کو "ایھا الشاب" کے لفظ سے یاد کیا اور کہین ایھا الفقیہ الفاضل کے لقب سے ملقب کیا۔ غرض اُسنے اپنے تعصب اور غصے کی آگ بجھانے کے لئے شیخ کے پاس ایک خط جسمین مذکورہ الفاظ تھے لکھکر روانہ کیا۔ لیکن شیخ نے اسکا کچھ جواب نہ دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ شیخ ایک مدت تک نفس ناطقہ کے تجرد پر اعتقاد رکھتا تھا آخر اسنے اپنے خیال کو ان الفاظ مین ظاہر کیا کہ اجسام عنصریہ مین ہمیشہ تبدل اور اضمحلال اور زوال ہوتا رہتا ہے اور ان سب کو ملانیوالا اور جمع رکھنے والا نفس ناطقہ ہے جسمین کبھی تغیر و تبدل نہین ہوتا۔ بہمن یار نے جو شیخ کا بڑا نامی شاگرد تھا اس مسئلہ مین شیخ سے مخالفت کی اور یہ کہا کہ بے شک اجسام مین تبدل و تغیر ہوتا رہتا ہے لیکن باوجود ان تبدیلات کے ظاہر مین وہ ایک ہی دکھائی دیتے ہین پس اگر نفس ناطقہ کو بھی تبدیلات اور تغیرات مین اجسام کے ساتھہ شریک کردین تو کیا نقصان ہو سکتا ہے اور جب خود نفس ناطقہ غیر محسوس ہے تو اسکے تبدل اور تغیر کا غیر محسوس ہونا کچھ بعید نہین ہے پھر اسنے اپنے اس خیال پر شیخ سے دلیل طلب کی۔ پس شیخ نے اپنے سب شاگردون کو جمع کرکے ان سے کہا کہ اس سائل کو مجھسے جواب طلب کرنے کا کوئی حق نہین ہے آیا وہ مجھہ سے سوال کرتا ہے یا کسی اور سے۔ اگر وہ مجھہ سے سوال کرتا ہے تو اُسکا سوال کرنا غلط ہے کیونکہ خود اسکی راے کے بموجب اب مین وہ بو علی نہین رہا ہون جو پہلے تھا اسلئے کہ اب مجھہ مین اسکی راے کے موافق تبدل و تغیر ہو لیا ہے۔

شیخ ابو سعید ابوالخیر جو شیخ کا معاصر اور فاضل کامل تھا اسنے شیخ کے فضل و کمال کا علانیہ صاف طور پر اعتراف کیا ہے اور اسکے اور شیخ کے درمیان جو رسل و رسائل ہوئے ہین اُنسے اُن دونون کا خلوص اتحاد پایا جاتا ہے گو انکے خطوط کا بیان ترجمہ کرنا مناسب تھا لیکن چونکہ اُن مین بجز ایک دوسرے کی مداح سرائی کے اور کوئی دوسرا مضمون قابل توجہ نہین تھا اسلئے اُنکا

لکھنا صرف طول کلامی خیال کیا گیا۔
بعض تاریخون سے پایا جاتا ہے کہ شیخ کو عورتون سے نہایت الفت تھی
اور کثرت مباشرت سے رفتہ رفتہ اوسپر ضعف غالب ہوتا گیا جس سال مین کہ
علاوالدولہ ابن فارس سے لڑانے کے لئے باب الکرخ کو جو ماورالنہر کا ایک
موضع ہے گیا تھا شیخ قولنج کے سخت مرض مین مبتلا ہوا اور چونکہ اس مرض کا
ازالہ حقنون سے ہوسکتا تھا اسلئے شیخ نے بوجہہ درد کے یہ کہا کہ ایک دن
مین آٹھ دفعہ اُسکو حقنہ کرین لیکن اس علاج سے اُسکی آنتون مین قروح (چھالے)
پیدا ہو گئے۔ اس اثنا مین علاوالدولہ نہایت جلدی کے ساتھ ملک ایذج کو
(جو اصفہان اور خورستان مراصد کے درمیان واقع ہے) روانہ ہوا چونکہ شیخ
کو ساتھ جانے سے انکار کرنیکا موقع نہ تھا وہ ساتھ ہو لیا راہ مین اُسکو مرض
صرع لاحق ہو گیا جو کبھی قولنج مین ہو جایا کرتا ہے جب علاج سے مرض صرع
جاتا رہا تو وہ اسکے بعد اون قروح کے علاج کیطرف متوجہ ہوا اُسنے ایک خاص
قسم کا حقنہ تیار کرایا جسمین تخم کرفس جو ریاح کا توڑنے والا ہے بمقدار دو دانگ
کے شریک کرنے کے لئے کہا۔ اسکے بعض غلام (خدمتگار) جو حقنہ کے تیار کرنے
مین شریک تھے اُنھون نے عمداً یا سہواً اُس مین پانچ دانگ تخم کرفس شریک کرد
اسکے استعمال سے قروح مین زیادتی ہوگئی۔ پس شیخ نے محض علاج صرع کے
لئے معجون مثرودیطوس کا استعمال شروع کیا۔ اسکے بعض غلامون نے اوسمین
افیون کی مقدار زیادہ کردی اور اسوجہہ سے مرض بڑھگیا آخر ناچار ہو کر اسکو
ایک گاڑی مین بٹھا کر صفہان کو پہونچایا گیا اصفہان مین پہونچنے کے بعد ضعف
اسقدر بڑھگیا کہ چلنا پھرنا بھی دشوار ہو گیا آخر اُسنے خود اپنے ہاتھ سے دوا کا
استعمال کی اور جب ضعف کم ہوتا گیا تو وہ کبھی کبھی علاؤالدولہ کے پاس آنے جانے
لگا لیکن چونکہ نقاہت بالکلیہ زائل نہین ہوئی تھی اسلئے کبھی تو مرض بڑھجاتا تھا
اور کبھی کم ہو جاتا تھا۔ اسی اثنا مین علاؤالدولہ کو ہمدان جانے کا اتفاق ہوا تو اوسنے
شیخ کو بھی اپنے ساتھ لیا۔ راستے کے ہرج سے مرض اور بڑھگیا جب ہمدان مین
پہونچا تو اسکو یقین ہو گیا کہ اب قوت بالکل ساقط ہو گئی ہے اور طبیعت مین مرض

کے ساتھہ مقابلے کی قوت باقی نہین رہی ہے۔ مزاج کی اس کیفیت کو دیکھکر اُسنے دوا کا استعمال ترک کر دیا اور وہ کہنے لگا کہ اب میرے بدن مین قوت مدبرہ باقی نہین ہے۔ اب کسی علاج سے فائدہ نہ ہوگا یہ خیال کرکے اُسنے غسل کیا اور اپنے مال کو خیرات کر دیا اور غلامونکو اسنے اعتاقنامہ (آزادی کا خط) دیدیا اور خود ذکر الہی مین مشغول ہوا۔ اکثر قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتا اس اثنا مین اُسکا آخری وقت ہوچکیا۔ اور اوسنے اس دار فانی کو رخصت کر دیا۔ وقت اخیر مین وہ اس شعر کو پڑہتا تھا ؎

عوت ولیس منا حاصل
سوے علمنا انہ ما علو[۵]

حاصل کلام بقول مشہور ۴۲۷ھ غرہ رمضان روز جمعہ کو اُسنے انتقال کیا لیکن قاضی نور اللہ شستری اور دیگر مورخین کا بیان ہے کہ ۴۲۹ھ ہجری مین اُسکی وفات ہوئی۔ اور اسکو شہر ہمدان مین کی سمت جنوب کی فصیل کے نیچے دفن کیا گیا۔ بعض لوگ اُس سے یہ دو اشعار نقل کرتے ہین جس سے اسکا سال ولادت اور زمانہ تحصیل علوم اور زمان وفات معلوم ہوتا ہے

حجۃ الحق ابو علی سینا — در شجع آمد از عدم بوجود
در شصا کسب کرد کل علوم — در تکز کرد این جہان بدرود

لیکن صاحب حبیب السیر کی یہ رائے ہے کہ شیخ کی عمر بحساب شہور شمسی ترسٹھ سال سات مہینے کی تھی اور اس قول کے موید اور بھی اقوال ہین۔ ازانجملہ ایک یہ کہ جس زمانے مین اُسنے امیر نوح کا علاج کیا تھا اس زمانے اُسکی عمر تیرہ برس کی تھی لیکن اہل درایت اسکو خوب سمجھتے ہین کہ اتنی چھوٹی سی عمر مین نہ تو لوگ اعتماد اور اعتقاد کر سکتے ہین اور نہ مریض۔ دوسرے یہ کہ اُسکی تصنیفات اور تالیفات کا کم سنی مین ہونا جو بیان کیا جاتا ہے اگرچہ محال نہین ہے تاہم بلحاظ عادت کے تو ضرور خلاف ہے اسی لئے ذی فہم مورخین بجائے کلمہ "شجع" کے جسکے اعداد (۳۷۳) ہوتے ہین لفظ "شجس"

۵ ہم مر رہے ہین اور ہمین جو علم حاصل ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے کچھ نہ جانا۔

کا ہونا قرین واقع سمجھا ہے (۳۶۳) ہوتے ہین گو اسکے علاوہ اور بہت سی روایات ہین لیکن ہم اُنکو اسلیے متروک کر دیتے ہین کہ اہل درایت خود ان امور کی نسبت فیصلہ کر لینگے۔

شیخ کی وفات کے بعد ابوریحان نے شیخ کے سوالات کو رد کر کے ایک رسالہ مدون کیا اور اسکو شیخ کے پس ماندون کے پاس بھیجا۔ ابوعبداللہ معصومی نے جو شیخ کا شاگرد رشید تھا پھر اسکے جوابات کا رد لکھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان سوالات اور جوابات کو جمع کرنے سے ایک اچھی خاصی ضخیم کتاب بنگئی ہے جو اصفہان مین موجود ہے۔

شیخ کے عقائد اور مذہب کے متعلق بہت کچھ بیان کیا گیا ہے مگر ہم صرف اسکے اشعار کو جس مین اُسنے اپنے مذہب اور عقائد کو ظاہر کیا ہے اس مقام پر نقل کرتے ہین جس سے صاف طور پر اُسکا عقیدہ اور مذہب کا پتہ لگجاتا ہے اور وہ یہ ہین

بادہ عشق در قدح ریختہ اند ؛ وا ندر پی عشق عاشق انگیختہ اند
با جان وروان بوعلی مہر علی ؛ چون شکر و شیر ہم بر آمیختہ اند

وله ایضاً

بر صفحہ چہرہا خط لم یزلی ؛ معکوس نوشتہ است نام دو علی
یک لام و دو عین با دو یا معکوس ؛ از حاجب و عین الف با خط جلی

قاضی نوراللہ بیان کرتا ہے کہ شیخ کو جن لوگون نے کافر کہا ہے وہ اہل سنت وجماعت ہین چنانچہ شیخ نے اسکی نسبت یہ رباعی لکھی ہے

کفر چو منی گزاف و آسان نبود ؛ محکم تر از ایمان من ایمان نبود
در دہر یکی چون من و آن ہم کافر ؛ پس در ہمہ دہر یک مسلمان نبود

ابن خلکان نے کمال الدین یونس سے روایت کی ہے کہ علاؤالدولہ نے شیخ کو پابزنجیر کر کے محبس مین بھیجدیا اور وہ اسمین مرگیا چنانچہ ان اشعار سے اسی کیطرف اشارہ ہے۔

رایت ابن سینا یعادی الرجال ؛ وفی الحبس بات اخس الممات

فلم یشف ما نابہ بالشفا ؤ ۔ ولم ینج من موتہ بالنجات

یعنی یہہ بات دیکھی گئی کہ ابن سینا لوگونکے ساتھہ مناظرہ کرتا تھا حالت قید مین ذلیل موت سے مرا نہ کتاب شفا اسکے مرض کے ملئے باعث شفا ہوئی اور نہ کتاب نجات موت کے لئے باعث نجات ہی

لیکن مورخ جزرجی اور قطب الدین لاہیجی اور اور لوگ اس امر کو صحیح نہین جانتے ہین بلکہ وہ لفظ "حبس" سے جو اشعار مندرجہ بالا مین واقع ہی مراد احتباس طبیعت لیتے ہین اور کمال الدین یونس کی روایت کو غیر مستند خیال کرتے ہین ۔

علاوہ ان تمام فضل وکمال کے شیخ اعلے درجہ کا شاعر بھی تھا اور اُسنے فارسی اور عربی مین بہت سے اشعار کہے ہین لیکن ہم اس مقام پر اُسکے چند اشعار لکھتے ہین تاکہ ناظرین کو اُسکی شاعری کا پایہ معلوم ہو جائے وہ کہتا ہے ۔کہ

ھذب النفس بالعلوم لترقی	وذر الکل فھی للکل بیت
انما النفس کالزجاجۃ والعلم	سراج وحکمت المرء زیت
فاذا اشرقت فانک حی	فاذا اظلمت فانک میت

یعنی اکتساب فضل سے نفس کی تہذیب کرنی چاہئے اور اس کے سوا اور چیز سے پہلوتہی کرنی چاہئے کیونکہ علم بذات خود ایک عمدہ مجموعہ ہے جسمین سب چیزین جمع رہتی ہین ۔نفس مثل آئینہ کے ہے اور علم مثل چراغ کے ہے اور اس مین حکمت مثل روغن کے ہے جب وہ روشن ہو تو یہ سمجھہ لینا چاہئے کہ وہ شخص ذی حیات ہے اور اگر وہ تاریک ہے تو یہ جاننا چاہئے کہ اُس شخص کا شمار مردون مین ہے ۔

وہ کہتا ہے کہ

عجبا لقوم یحسدون فضائلی	ما بین عیابی الی عذالی
عابوا علے فضلی وذموا حکمتی	واستوحشوا من نقصھم وکمالی
انی وکیدھم وما عابوا بہ	کالطود یخضہ نطحۃ الادعال

واذا الفتی عرف الرشاد لنفسہ ہانت علیہ ملامت الجہال

یعنی مجھکو اپنے عیب بینوں پر سخت تعجب آتا ہے کہ وہ میرے فضائل پر حسد کرتے ہیں اور اسوجہ سے میری حکمت کو مذموم جانتے ہیں لیکن وہ میرے کمال اور اپنے نقصان سے خائف اور ہراسان ہیں حالانکہ انکی بدگوئیان میرے فضل وکمال کے مقابلے مین ایسی ہین جیسی کہ جنگلی بکریان اپنے سینگون سے پہاڑ کو اوکھاڑنا چاہتی ہین لیکن جب آدمی اپنے علم اور اخلاق کو جان لیتا ہے تو اُسکو جاہلون کے ملامت کرنے سے کوئی رنج نہین ہوتا۔ وہ کہتا ہے کہ

غزلے روح وہر بادہ رحیق الحق کہ رنگ و بوش بدر رنگ و بوے گل رادق
بطعم تلخ چو پند پدر ولیک مفید بہ پیش جاہل باطل بزند وانا حق
حلال گشتہ بفتواے عقل بردانا حرام گشتہ باحکام شرع بر احمق

وہ کہتا ہے۔ کہ

دل گرچہ درین بادیہ بسیار شتافت یک موئی ندانست ولی موی شگافت
اندر دل من ہزار خورشید بتافت آخر بکمال ذرہ راہ نیافت

وہ کہتا ہے کہ

از قعر گل سیاہ تا اوج زحل کردم ہمہ مشکلات گیتی را حل
بیرون جستم ز قید ہر مکر و حیل ہر بند گشادہ شد مگر بند اجل

ولہ

زنزلات ہوس گر برون نہی قدمے نزول در حرم کبریا توانی کرد
ولیک این عمل رہروان چالاک ست تو تا زمین جہا لی کجا توانی کرد

بیان کیا جاتا ہے کہ ابتداے حال مین شیخ جبکہ وہ مراتب کمال پر نہین پہونچا تھا ایک وقت ابوسعید بن ابوالخیر کی مجلس مین اسکو جانے کا اتفاق ہوا اسوقت طاعت ومعصیت اور اہل عصیان کے حرمان اور خداوند کریم کے عفو ورحمت پر کچھہ بحث ہو رہی تھی۔ ابوالخیر بھی کچھ کہہ رہا تھا شیخ نے اسوقت یہ رباعی پڑھی

مائیم بہ عفو تو تولا کردہ وز طاعت ومعصیت تبرا کردہ

آنجا کہ عنایت تو باشد باشم — ناکردہ چو کردہ کردہ چون ناکردہ

ابو سعید نے بھی بداہتہً اسکے جواب مین یہ رباعی کہی۔

اے نیک نکردہ بدیہا کردہ — انگہ بخلاص خود تمنا کردہ

بر عفو مکن تکیہ کہ ہرگز نبود — ناکردہ چو کردہ کردہ چون ناکردہ

شیخ کی مصنفہ و مولفہ عربی و فارسی کی وہ کتابین جنکو اُس نے بخارا مین لکھا ہے یہ ہین

(۱) کتاب مجموع جسکا دوسرا نام حکمت عروضیہ ہے اسلیئے کہ شیخ ابو الحسن عروضی اس کتاب کی تالیف کا محرک تھا۔ اس کتاب کی تالیف کے وقت شیخ اکیئس برس کا تھا اور علم حکمت مین اسکی یہ پہلی تصنیف ہے۔ (۲) کتاب حاصل و محصول جسکی اکیئس جلدین ہین۔ یہ کتاب شیخ نے ابوبکر برقی کی درخواست پر لکھی ہے۔ (۳) کتاب البر والاثم۔ دو جلدون مین لکھی ہے اور یہ کتاب علم اخلاق مین ہے اور یہ بھی شیخ ابوبکر برقی کے لیئے لکھی ہے (۴) کتاب لغات سدید یہ اصطلاحات طب مین پانچ جلدون مین ہے اور جو امیر نوح بن منصور کے نام سے موسوم کی گئی ہے (۵) رسالہ مبسوطی علم موسیقی مین جو ابو سہل مسیحی کے نام سے نامزد ہے (۶) علم درایت مین بھی ایک رسالہ ابو سہل کے لیئے لکھا ہے (۷) مقالہ قواے طبعیہ مین جو ابو سعید یمامی کے نام سے موسوم ہے (۸) قصیدہ عربی منطق مین جو ابو الحسن سہلی وزیر مامون شاہ خوارزم کے نام سے معنون ہے۔ کتاب علم کیمیا مین جسمین صور فلکیہ کی ہیت کا بیان ہے یہ بھی ابو الحسن سہلی کے نام سے موسوم ہے۔

فرانس کے مورخین نے شیخ کے حالات مین اس رسالے کا تذکرہ بھی لکھا ہے کہ شیخ نے اس رسالے مین بہت ہی عجیب و غریب حکایتین لکھی ہین جنمین سنگ مثانہ کی پیدائش کے متعلق نہایت عمدہ مشرح بیان لکھا ہے اور جسمین اس امر کے متعلق اُسنے سنین ماضیہ کے حکما کے اقوال بھی لکھے ہین اور اسی رسالے کے باب دوم مین پہاڑون کے تکون (پیدائش) کی نسبت

ایک فصل قایم کی ہے اور کہتا ہے کہ پہاڑ اسباب اصلی اور اتفاقی کی وجہ سے موجود ہوئے ہین منجملہ اُن اسباب اتفاقی کے زلزلہ کو بھی ایک سبب قرار دیا ہے لیکن ایک اور بیان جسکی صحت مین کلام ہے اسطرح لکھا ہے اور کہتا ہے کہ اجسام مرکبہ کے چند ٹکڑے جنکے اجزا مین تانبا زیادہ ہوتا ہی ملک ایران مین آسمان سے ایسی حالت مین اوترآئے ہین جبکہ وہ مشتعل تھے لیکن وہ ایسے سخت ہین کہ خارجی آتش سے بھی نہین پگل سکتے۔ اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ایک لوہے کا ٹکڑا جو آٹھ سو اونس (۱۵۰-) ایک سو پچاس ٹن کے گر پڑا تھا۔ اسکو بادشاہ وقت کے سامنے لے گئے اُسنے اُس سے ایک آرہ کے بنانے کا حکم دیا اور عربون کا یہ عقیدہ ہے کہ جتنے اہالی کانی کے آرہ جو بہت ہی تیز ہین اسی لوہے سے بنائے گئے ہین۔

(۱۰) کتاب تدارک جسمین طبیب کے معالجہ مین خطا کرنے کے اسباب ہین اور یہ بھی ابوالحسین سہلی کے نام سے موسوم ہے (۱۱) رسالہ نبض کے متعلق زبان فارسی مین جسکے عنوان مین اسنے یہ لکھا ہے کہ عقید الدولہ نے میرے نام ایک فرمان لکھا جسمین یہ لکھا تھا کہ مین دانش کے متعلق ایک کتاب لکھون لیکن جو لوگ علم تاریخ سے واقف ہین وہ خوب سمجھتے ہونگے کہ یہ دیباچہ محض غلط ہے اسلئے کہ شیخ کی ولادت سے ایک سال پہلے عقید الدولہ مر چکا تھا۔ مگر صحیح راے یہ ہے کہ اس رسالہ کا مصنف ابوعلی مسکویہ ہے اور یا یہ کہ کاتب نے بجائے مجد الدولہ یا شمس الدولہ کے عقید الدولہ لکھدیا ہے لیکن سوید مقدار کا مسئلہ جو قانون مین لکھا ہے اس رسالے مین اُس سے بہت ہی مختلف باتین جو لکھی ہین ان سے قول اوّل کی تائید ہوتی ہے۔

شیخ کی وہ کتابین جو اُسنے ملک جرجان مین تصنیف کی ہین حسب ذیل ہین

(۱) کتاب اوسط جرجانی علم منطق مین جو ابومحمد شیرازی کے نام سے موسوم ہے۔ (۲) کتاب مبدا و معاد بحث نفس مین ہے۔ یہ کتاب شیخ ابومحمد

بن ابراہیم فارسی کے نام سے معنون کیگئی ہے (۳) کتاب ارصاد کلیہ بنام
شیخ ابو محمد۔ اس کتاب کو اسنے ملک رے مین ختم کیا۔ (۴) کتاب معاد جو
مجد الدولہ دیلمی کے نام سے معنون کی گئی ہے (۵) رسالہ خواص سکنجبین مین
جسکا ترجمہ لاطینی زبان مین کیا گیا ہے (۶) رسالہ خواص حیوانات مین جو ارسطو
کی کتابو سنے منتخب کیا گیا ہے اسکو اسنے ہمدان مین ختم کیا۔ (۷) کتاب شفا
علم حکمت مین جو اٹھارہ جلدون مین ہے اور شیخ کی سب کتابون مین یہ کتاب
زیادہ مشہور بلکہ قابل قدر بھی کتاب ہے۔ اسکی تصنیف کی نسبت صاحب
طبقات الاطبا، لکھتے ہین کہ شیخ نے اسکو بیس مہینے کے عرصہ مین ختم کیا ہے
اس کتاب مین اسنے متقدمین اور متاخرین کے کلام پر نہایت سنجیدگی اور متانت
سے ریویو کیا ہے اور اس مین عجیب و غریب شاہدات کو بیان کیا ہے
چنانچہ فن ہیئت مین وہ کہتا ہے کہ وما کرۃ ذہرۃ وکرۃ عطارد لیے۔
لیکن زہرہ اور عطارد کا کرہ وغیرہ لیکن یہ معلوم رہے کہ شیخ الرئیس علم الٰہی
مین غلطی سے محفوظ نہین رہا ہے اور ریاضی کے مسائل مین بھی اوسپر شک
وشبہات ظاہر کئے جا سکتے ہین اور اسنے بوجہ غرور و کمالات اور قصور آلات
فلکیات کے بیان مین بھی صرف وہم وشبہ سے کام لیا ہے۔ لیکن حق بات کی
تحقیق اور تحصیل سے بے بہرہ رہگیا ہے بلکہ اسنے اپنے شاہدات کو عین
مقصود سمجھکر اسکو بطور یقین کے بیان کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مین سنے
زہرہ کے ستارہ کو جرم شمس پر بطور ایک خال کے دیکھا ہے اور یہ اور
بھی زیادہ تعجب کی بات ہے کہ ابن اوندلسی جو اس سے متفق الرائے ہے اسنے
اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز باتین لکھی ہین وہ کہتا ہے کہ مین ایک روز کو ٹھے پہ
کھڑا ہوا تھا۔ جب میری نظر قرص خورشید پر پڑی تو مجھکو اُس قرص پر دو
خال نظر آئے مینے خیال کیا اور رجوع کرکے آخر مین مجھے بھی معلوم ہوا کہ یہ دونو
خال جو دکھائی دے رہے ہین زہرہ اور عطارد ہین۔ بس مین نے کوٹھے
سے اوتر کر کتاب زیج لیکر جدول اور تقاویم سے سیارات کا استخراج کیا
پھر معلوم ہوا کہ عطارد اور زہرہ کا قران ہوا ہے اور یہ دونون بمقابلہ شمس کے

احتراق مین ہین - پھر مجھکو اپنے عمل سے اس بات کا یقین ہوا کہ یہ دونون خال عطارد اور زہرہ ہین - گو کہ اوندلسی کے اقوال مین شیخ کے اقوال سے زیادہ قباحتین ہین لیکن اون بزرگ اور لایق لوگون کی عیب چینی اخلاق کے خلاف ہے -

اب ہم چند ایرادات کا ذکر کرتے ہین - ازانجملہ قاضی زادہ رومی ترتیب افلاک کے بیان مین لکہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ صاحب مجسطی کا یہ اعتقاد ہے کہ عطارد اور زہرہ فلک قمر کے اوپر اور فلک شمس کے نیچے ہین اور اسکی رائے کو جمہور متاخرین نے تسلیم کیا ہے - اسکے بعد وہ کہتا ہے کہ شیخ کا مشاہدہ بھی اسی مدعا اور عقیدہ کے لئے کافی شہادت ہے - ملکزادہ لینیے وزیر علوم سلطنت ایران نے اپنے بعض مجموعون مین لکھا ہے کہ یہ اور بھی زیادہ تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ ہمارے زمانے کے حکما، نے جنکو مسائل ہیئت اور مقاصد نجوم مین کمال ملکہ ہے کسوف کی نسبت مختلف اور متعدد علتین اور اسباب تحقیقات کئے استقرار کیا ہے جو کہ باب کسوف مین مشرح بیان ہوئے ہین - تاہم صرف عدم عرض اور زہرہ اور عطارد کا بمقابلہ شمس کے احتراق مین ہونا جو جرم شمس پر خال کے ہونے سے مشاہدہ کیا جاتا ہے یہ یقین کرتے ہین کہ وہ خال حقیقت مین ستارہ زہرہ ہے جیساکہ شیخ کا اعتقاد ہے یا یہ کہ وہ دونون خال زہرہ عطارد کے ہین - اور ابن اوندلسی کی بھی یہی راے ہے - لیکن ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ایسے مواقع پر وہم اور گمان سے مجتنب رہنا مناسب ہے - لیکن جزم اور یقین سے ہمارے مدعا کی تائید اور انکے ادعا کی توہین خود علم ہیئت جدیدہ سے ثابت اور آشکارا ہو جاتی ہے اسلئے کہ اس زمانے کے حکما، یقین کے ساتھہ یہ بات عام و خاص سے کہہ رہے ہین کہ جرم شمس پر کلف (داغ) ہین - چنانچہ وہ اپنی تالیفات مین لکھتے ہین کہ رنگین شیشون اور دوربینون کے ذریعے سے جب ہم آفتاب پر نظر ڈالتے ہین تو اسکے سطح پر مختلف وضع کے سیاہ کلف دکہائی دیتے ہین اور انکی حرکت سے معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب پچیس شبانہ روز اور کچھہ عرصے مین اپنے محور کے اطراف مین پھر جاتا ہے -

اور نجومون نے اسمین مختلف اوضاع اور حالات کو مشاہدہ کیا ہے۔ اور اس
کلف کو پہلے پہل فابریون نے سنہ ۱۶۱۰ء مین مشاہدہ کیا ہے۔ اسکے بعد ایک
نامی شخص کلیلہ نے بھی سنہ ۱۶۱۰ء مین دیکھا ہے حاصل کلام اس کلف کی شکلین بہت
ہی غیر مرتب اور بے ثبات ہین اور اُن ہر ایک کا محیط بہت صاف اور واضح ہے
اور اسکے اکثر اشکال کے کنارے اپنے تین (وہ سطح جو خطوط کے درمیان ہو)
سے زیادہ چمکدار ہین اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ظل (سایہ) محیط کا شبیہ
یا مثال ہے۔

ہرشل جو حکماے فرنگستان مین نامی حکیم ہے کلف کی نسبت اُس نے
جو شرح لکھی ہے ہم بعینہٖ اسکو یہان نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے ”وہ کہتا
ہے کہ آفتاب کی کلف کو بقا اور ثبات نہین ہے اور دن بدن بلکہ لمحہ بلمحہ اُسکی
مساحت اور مقدار مین تغیرات اور تبدلات ہوتے رہتے ہین۔ اور جسکی وجہ
سے اُسکے ابعاد مین کمی و زیادتی ہوتی رہتی ہے اور اُسکی شکلین بدلتی جاتی
ہین۔ اسکے بعد وہ کلف اپنے مقام مرئی سے بالکل محو ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے
مقام مین جہان بالکل کلف کا اثر بھی نہین ہوتا ہے یکایک اُس دوسرے
مقام پر نمایان ہوتا ہے۔ اور جب وہ کلف ایک مقام سے عدم اور منتقل ہوکے
دوسرے مقام مین جانا چاہتا ہے تو اول اسکا تین اور وسط جو بہت ہی باریک
ہوتا ہے نقصان پذیر ہونے لگتا ہے اور اسیطرح اُس عرض سے گھٹ کر
اس دوسرے طول پر زیادتی پیدا کرتا ہے جس حال مین کہ وہ کم و زیادہ ہوتا
رہتا ہے اس اثنا مین وہ بالکل مستطیل بنجاتا ہے اور قبل اسکے کہ وہ منتفی
(عدم) ہوجائے اُسکے اطراف وحواشی کی روشنی مدہم بلکہ محو ہونے لگتی ہے
اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے کہ ایک کلف کی دو شقین (شاخین) ہوکر دو
کلف بنجاتی ہین اور کبھی چھوٹے چھوٹے چند متعدد کلف بھی ہو جاتے ہین۔ ان حالات
کا ظہور اسبات کی دلیل ہے کہ سخت سیلان اور جریان کا وجود بجز اُن مائعات
کے جو سائل ہوتے ہین اور کسی چیز مین نہین ہوتا ہی اور اقسام رقیقہ مین بھی وہ صورت
بعید ہوتا ہی اور نیز دن مین بھی یہ بات تموج شدید کے وجود پر کافی

دلیل ہے جو کہ سطح کا تموج ہوا مین ہے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یا یہ کہ جس جگہ جسوقت بخارات جمع ہوتے ہین اُسوقت اُسنے یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ اُن حرکات کے ظہور کے عرصے کی کوئی وسعت ہی نہین ہے بلکہ وسعت مین اور زیادہ ممتد رہتے ہین۔ اور نجومیان نے بذریعہ رصد کے اُن کلفون کو دیکھا ہے کہ اُنکا حقیقی قطر دس ہزار فرسنگ سے بھی متجاوز ہے اور یہ مقدار زمین کے قطر کے مقابلے مین بچگونہ ہے۔ پس اس حساب سے ایک رات دن کے عرصہ مین اُس کلف کے دونون ضلعون مین سے ایک ضلع بمقدار بتیس فرسنگ بلکہ اس سے بھی زیادہ سیر کرکے مل جاتا ہے اور پھر وہ اسی حالت مین ہوتے ہین۔ یہان تک کہ چھہ ہفتے کے عرصے مین وہ کلف بالکلیہ معدوم ہو جاتا ہے اور چھہ ہفتہ سے زیادہ شاید ہی کوئی نادر کلف قایم رہتا ہے اور اگر وہ قایم رہے تو وہ اتفاقات مین شمار ہوتا ہے۔

لیکن ہرشل پھر کہتا ہے کہ ‘‘جو کلف قرص پر ستر روز تک ظاہر اور قایم رہتا ہی یقیناً وہ نادر ہے’’، وہ خود جو نقل کرتا ہے وہ یہ ہے کہ ‘‘بڑے کلف کے اطراف مین یا اُس مقام مین جہان کلف زیادہ جمع رہتے ہین اکثر اوقات اُسمین ایسے مواضع دکھائی دیتے ہین کہ جو سب صفحات سے زیادہ روشن ہوتے ہین اور ان روشن اور چمکدار مواضع کو زبان فرنسیس مین فاکول (مشعل) کہتے ہین۔ کیونکہ کبھی کبھی اُس مشعل کے قرب مین بعض اور کلف دکھائی دیتے ہین جو اس سے پہلے اُن مواضع مین نہین تھے اس سے یہ قوی احتمال ہوتا ہے کہ وہ کلف بعینہ لیئے بجائے خود ایک طوفان عظیم ہون جو بوجہہ ہوا کے سخت تموج کے جو ہوا کے طبقہ اعلی مین ہوتا ہی اور آفتاب پر محیط ہی ظاہر ہوتا ہے۔’’

درحاصل کلام باوجود اس تفصیل کے بھی اب تک اُنکی مقدار اور تعداد کامل طور پر دریافت نہین ہوئی اسلئے کہ وہ بادل کے ٹکڑون سے بہت زیادہ مشابہ ہوتے ہین چنانچہ انکا تعین اور شمار ناممکن ہے اور اسیواسطے کلف کی تحقیق کسی قاعدے اور ضابطہ کی تحت مین نہین آسکتی’’۔ تاہم ہم کو اپنے متقدمین حکماء کا مشکور ہونا چاہئے جو باوجود نقصان آلات بلکہ ان آلات کے نہ ہونے پر بھی ایسے امور کو جہان تک ممکن تھا دریافت کیا اور اسکو اپنے تصنیفات مین

بیان کیا۔ چنانچہ قاضی زادہ لکھتا ہے کہ اکثر لوگون کا یہ خیال ہے کہ قرص آفتاب پر چند سیاہ داغ ہین جو اُسکے مرکز سے تھوڑے ہی اونچے ہین جیسے چاند مین مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ پس ان وجوہ سے یہ لوگ تحسین و آفرین کے بمقابلہ حکمائے یورپ کے زیادہ مستحق ہین جنھون نے صدیون کی تحقیقات اور بذریعہ آلات معتبرہ اور عمدہ طلسکوپون کے ان امور سے واقفیت حاصل کی ہے۔

ہمارے دعوی کی صداقت اور شیخ اور ابن اوندلسی کے ادعا بطلان پر یہ کافی شہادت ہے کہ علمائے ہیئت جدیدہ اور صناعان ارصاد موجودہ نے جو کسوف شمس کا زہرہ اور عطارد سے ہونا بطریق تحقیق اور تدقیق ثابت کیا ہے اور انکی علتون اور اسباب کو معلوم کیا ہے وہ یہ بیان کرتے ہین کہ درصحیح استخراج کے عمل سے یہ ابھی تک واضح طور پر معلوم نہین ہوا ہے کہ کسی زمانے بھی زہرہ اور عطارد ایک ہی وقت اور ایک ہی زمانہ مین آفتاب پر واقع ہوئے ہون گو یہ واقع محال اور ممتنع نہین ہے لیکن اسکے وقوع کے جیسا کہ ابن اوندلسی نے بیان کیا ہے معتقد نہین ہین لیکن اُن مین سے ایک کا آفتاب پر واقع ہونا صحیح اور یقینی تصور کیا گیا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ یہ امر بارہا واقع ہوا ہے اور واقع ہوتا رہے گا۔

چنانچہ فیسوار اکو سلطنت فرانس کے رصد خانے کا سابق صدر حاکم آفتاب پر سے عطارد کے عبور کرنے کی نسبت لکھتا ہے کہ ایک عرب کے طبیب اور منجم نے جسکو ابن رشد کہتے ہین۔ بارہوین صدی عیسوی موافق پانچوین صدی ہجری مین یہ خیال کیا ہے کہ اسنے خود جرم عطارد کو قرص آفتاب پر دیکھا ہے لیکن جسوقت کہ عطارد آفتاب پر سے عبور کیا تھا اسکا قطر بارہ ثانیہ سے زیادہ نہین تھا اور کلف جو مستدیر اور سیاہ بکلی مقدار بارہ ثانیہ ہوتی ہے قرص آفتاب پر ٹھیک طور پر دیکھا نہین جا سکتا لیکن اسکے بیان سے حساب کا

---

۱ آلات رصد کے ایک آلہ کا نام ہے۔

۲ محیط آسمان کے ۱/۱۲ حصہ کا نام برج اور برج کے ۱/۳۰ حصہ کا نام درجہ اور درجہ کے ۱/۶۰ حصہ کا نام دقیقہ اور دقیقہ کے ۱/۶۰ حصہ کا نام ثانیہ ہے۔

قوی احتمال ہوتا ہے کہ اسنے آفتاب کے جس کسی ایک کلف کو اُسنے دیکھا ہے عطارد خیال کرلیا ہے بلکہ ہم اُسی بحث کو سکالیئیرو اور کیلر کے ادعا کے مقابلے مین پیش کرسکتے ہین اُسنے سنہ ۱۶۱۲ء مطابق وسط صفر سنہ ۱۰۲۱ھ مین عطارد کو قرص آفتاب پر دیکھا ہے۔ لیکن عطارد کو قرص آفتاب پر سب سے پہلے جس نے دیکھا ہے وہ کاساندی ہے جو پیرس کے مدرسے کا معلم تھا۔ اسنے ۷ نومبر سنہ ۱۶۳۱ء مطابق اوسط سنہ ۱۰۴۱ھ مین شہر پیرس مین عطارد کو قرص آفتاب پر دیکھا تھا اور یہ اس ترکیب سے دیکھا گیا تھا کہ اسنے ایک سفید کاغذ پر آفتاب کا عکس لیا تھا اور اُسوقت رویت کلف کا بھی طریقہ مستحسن سمجھا جاتا تھا۔ یہ دیکھکر وہ چیخ اوٹھا کہ مینے وہ چیز دریافت کی ہے جسکی تحقیق و تفتیش مین حکمائے طبعی سالہا سال تک سرگردان رہ چکے ہین لیکن اسکا مقصود حجر حکمار اور زیبق (سیماب) وطاہر تھا۔

حاصل کلام ہم اسوقت مین یہ خیال کرتے ہین کہ آفتاب پر جو چیز ہے وہ زہرہ ہے اور جسکا مشاہدہ قرین قیاس بھی ہے۔ اور نیز یہ کہ علمائے ہیئت اور نجوم اور صاحب ارصاد و زیجات جو اپنے دعاوی کے اثبات مین سوائے دلائل ہندسی کے کسی دلیل کو مستند اور معتبر نہین سمجھتے ہین انھون نے انھین دلائل سے اعلان کردیا ہے۔ چنانچہ چند سال قبل یورپ کے منجمین نے یہ استخراج کیا تھا کہ ۱۸ شوال روز چہارشنبہ سنہ ۱۲۹۱ھ مطابق ۸ ڈسمبر ماہ فرانس سنہ ۱۸۷۴ء مین ستارہ زہرہ جرم شمس پر سے عبور کریگا اور اسوجہہ سے جرم زہرہ سے جرم شمس مین کسوف نمایان ہوگا۔

نیوٹن ثانی جو میرزا عبدالغفار نجم الملک مدرسہ دار الفنون کے ریاضیات کے معلم کا ہمعصر تھا اور ہیئت جدیدہ مین کامل دستگاہ رکھتا تھا خوص کرکے منجمین یورپ کے موافق استخراج کیا اور تقویم مین اُس حادثہ اور واقع کا حال مفصل لکھدیا۔ حاصل یہ کہ یورپ کے نجومیون نے بعد استنباط اور استخراج کے اس واقع کا مفصل حال کہ وہ کن کن مقامات سے مشاہدہ کیا جائیگا ملکہ اطراف و اکناف مین شایع کردیا۔ اور نیز معتبر طلسکوپون اور صحیح دوربینون اور آور

سلہ یہان سنون مین کچھ غلطی ہوگئی ہے۔

ضروری الات وادوات جنکی اُس عمل مین ضرورت پڑتی تھی ساتھ لیکر مختلف ملکون کو چلے گئے تاکہ اس کسوف کو اپنی آنکھون سے مشاہدہ کرین بہت سے اُن مین سے ملک چین کو روانہ ہوے اور کچھ ہندمین پہونچے اور بعض رصدین ملک روس مین پہونچے اور کچھ لوگ عکس کے ایکہزار صفحے اور تمام آلات لیکر اصفہان مین آکر مقیم ہوے اور اُن مین سے چند لوگ طہران مین مرحوم سپہ سالار میرزا محمد خان قاجار دولو کی کوٹھی مین مقیم ہوے اور روز موعود کا انتظار کرنے لگے پس یوم موعود یعنی ۲۸ شوال آن پہنچا شہزادہ اعتضاد السلطنت وزیر علوم لکھتا ہے کہ طلوع آفتاب پر ہم نواب معتمد الدولہ فرہاد میرزا کے ساتھ مرحوم سپہ سالار کی کوٹھی کو روانہ ہوے اور وہان مشیر الدولہ وزیر امور خارجہ سپہ سالار اعظم حاجی میرزا حسین خان موجود تھے اور اُس مجمع مین نیز اور ارباب علم فضل مثلاً مقرب الخاقان جعفر قلیخان رئیس مدرسہ مبارک دار الفنون ومیرزا عبد الغفار نجم الملک وغیرہ حاضر تھے۔ باوجود اسکے کہ آفتاب برج قوس مین تھا اور ہوا مین انقلاب کا احتمال اور بادل جس کی کدورت اس مشاہدہ کی مانع ہوسکے چندان نمایان نہین ہوا پس جن آلات وادوات کی اس عمل مین ضرورت ہوسکتی تھی وہ نصب کردیئے گئے اور جو شئیاء کہ اسکی مانع ہوتی تھین وہ اوٹھا دی گئین اسکے بعد حسب مرضی نہایت اطمینان سے اس کسوف کے دیکھنے مین متوجہ ہوے تقریباً دو گھنٹہ تک زہرہ کا جرم شمس سے عبور ہورہا تھا اور اسکے جرم کے کنارہ سے مرمی (دکھائی دینا) ہوتا تھا۔ ہم برابر اس وقت تک دیکھتے رہے کہ زہرہ کے جرم شمس سے جدا ہونے کے لئے بیس دقیقہ باقی رہگئے ہمنے کئی بار دیکھا کہ بوجہ شعاع شمس کے اس ہوا مین جو اس کے اردگرد تھی اور جن کو زبان فرانس مین آمسفر کہتے ہین اتنے حوادث اور اختلافات پیدا ہوے جو بہت ہی عجیب غریب معلوم ہوتے تھے۔

غرض یہ کہ ہمنے یورپین مصنفین کی علم ہئیت کی کتابون مین جن امور کو دیکھا تھا اُس کو بتمامہ مشاہدہ کیا اور زہرہ کے اردگرد جو ہوا کا جو حال سنا تھا اُس کو اپنی آنکھون سے دیکھ لیا۔

یہ معلوم رہے کہ عیسائیون کا یہ عقیدہ ہے کہ دوزخ جسکی خبر خدا نے عیسیٰ

علیہ السلام کو دی ہے وہ کرہ زہرہ ہے اور بہشت جسکی انہون نے خبر دی وہ جرم آفتاب مین ہے اور یہ مذہب السلام سے کسیقدر مناسب رکھتا ہے جیسا کہ اخبار و آثار سے مستفاد ہوتا ہے کہ بہشت آسمان چہارم پر ہے۔

حاصل کلام ہمارے واپس ہونیکے بعد وہ نجومی اپنے حساب مین مصروف ہوئے اور حسب قرارداد انھون نے جو استخراج اور استنباط کیا اُس کے بموجب یہ اعلان دیا ہے کہ آٹھ سال کے بعد پھر جرم شمس زہرہ سے منکشف ہوگا۔ اور نیز دوسرے سو سال مین یہ واقع پیش ہوگا اور یورپ کے منجم اور اہل رصد عالم مجہولات کی تحصیل اور معلومات کی تکمیل مین نہایت کوشش و تحقیق کرتے رہتے ہین لیکن زمانہ کے کسوف کے دریافت کرنیمین بہت ہی سرگرمی کے ساتھ متوجہ ہین اس لئے کہ ٹیلیگراف کی جلد پہونچنے والی خبرون سے جس طریقے سے کہ اونکی کتابون مین مندرج ہے عمدہ طرح سے ایک مثلث بنا سکتے ہین اور اُس کے ذریعہ سے آفتاب کے منظر کا اختلاف اور زمین کے بعد کو آفتاب کے مرکز سے جو کہ عالم افلاک و اجرام کا بنتا ہے معلوم کرسکتے ہین پس اسیوجہ سے اس زمانہ مین جب صحیح استخراج کی روسے اس قسم کے کسوف سے واقف ہو جاتے ہین تو پھر اس کے مشاہدے مین کوئی تامل نہین ہوتا ہے پس ضروری طور پر ہر ملک مین جہان کہ اُسکی رویت ممکن ہوتی ہے اُس جگہ پر قبل از وقوع واقع کے جایا کرتے ہین۔ چونکہ یہ ایک عجیب اور پرانی اور نئی تحقیقات کے متعلق بیان تھا اسلیئے ناظرین کی دلچسپی کیلیئے اُس کا کچھ مختصر حال لکھدیا گیا اسلیئے کہ اس امر سے واقفیت پیدا کرنے کیلیئے بڑی بڑی ضخیم کتابون کا دیکھنا ضروری ہوتا ہے۔

(شیخ کی وہ کتابین جو اُسنے ہمدان مین تصنیف و تالیف کی ہین)

کتاب ہدایہ علم حکمت مین۔ رسالہ ادویہ قلبیہ کے بیان مین۔ اشارت ایک جلد مین جو علاج قولنج مین ہے۔ رسالہ ارشاد جو اُسنے اپنے بھائی شیخ محمود کے لیئے لکھا تھا۔ رسالہ حی بن یقظان[1]۔ کتاب قانون علم طب مین یہ کتاب مختلف

[1] حی بن یقظان اُس شہر کا حاکم تھا جہان کہ شیخ محبوس تھا۔

مقامات مین تکمیل پائی کئی اسکا کچھ حصہ جرجان اور کچھ رے مین اور کچھ ہمدان مین لکھا جاکر پورا ہوا۔ یہ کتاب پانچ کتابون پر مشتمل ہے۔ کتاب اول امور کلیہ مین اور یہ چار فنون پر مشتمل ہے۔ کتاب دوم ادویہ مفردہ مین اسمین دو جملہ ہین۔ کتاب سوم امراض جزئیہ بدن مین جو کہ سر سے پاؤن تک ہوتے ہین۔ اس مین بائیس ۲۲ فن ہین کتاب چہارم امراض جزئیہ ہین جو اعضائے غیر مخصوص مین پیدا ہوتے ہین اس مین پانچ فن ہین۔ کتاب پنجم ادویہ مرکبہ مین جو کئی فن اور دو جملے مرکب ہے شیخ نے اس کتاب مین علاج سل اور ان قروح کے متعلق جو سینہ مین پیدا ہوتے ہین لکھا ہے کہ مینے بارہا آزمایا ہے اور ہر طرح سے اس کو نافع پایا ہے وہ یہ ہے کہ مسلول آدمی کو کامل ایک سال تک گل قند شکر کا استعمال کرنا ضروری ہے اور ہر روز جسقدر ہو سکے روٹی کے ساتھ استعمال کرین اور اگر اس مین ضیق النفس محسوس ہونے لگے تو بقدر حاجت شربت زوفا کا استعمال کرین اور اگر حمی دق (تپ دق) نمایان ہو تو قرص کافور کا استعمال کرین اس مین کوئی شک شبہ نہ کرین بفضل خدا شفا ہی حاصل ہوگی۔ اگر مجھکو لوگون سے طعن وتشنیع کا اندیشہ ہوتا تو مین بیان نکرتا اور چونکہ مین حقیقت مین لوگونکی طعن وتشنیع سے نہین ڈرتا ہون اس لیئے اسکے متعلق چند واقعات بیان کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ ایک عورت مرض سل مین مبتلا ہوئی اور اسکا مرض اسقدر بڑھگیا کہ وہ مرض کی تکلیف سے تنگ ہوگئی اور بیماری اسقدر طول پکڑی کہ اس نے مرنا ٹھان لیا اور یہ کہا کہ میرے لئے سامان موت تیار کرایا جاے۔ لیکن اسکا بھائی اسکے معالجہ پر آمادہ ہوا اور وہ اسی طریق سے اسکا علاج کرنے لگا خدا کے فضل سے اس کا مرض زائل ہوگیا اور اسکو شفا حاصل ہوگئی۔ مین ایسی باتے کے کہنے سے بہت ہی پس و پیش کرتا اور شبہ پاتا ہون کہ اس کو کسقدر گل قند کھلایا جاتا تھا لیکن اتنا جانتا ہون کہ مین اسکی مقدار کو بتانیکی جرأت نہین کرسکتا ہون اور بلکہ مین یہی سمجھتا ہون کہ وہ میرے بیان سے بہت زیادہ ہے اور جسکا لوگ اعتبار نہین کرینگے کتاب الانصاف جو بیس ۲۰ جلدون مین ہے اسکو اصفہان مین لکھا۔ اس کتاب مین اسنے ارسطو کی کتابون اور رسالون کی شرح

لکھی ہے اور اس کتاب کے انصاف کے نام سے موسوم ہونے کی وجہ تسمیہ
بیان کی جاتی ہے کہ اس مین اُس نے مشرق اور مغرب کے فلاسفرون کے
درمیان فیصلہ کیا ہے چنانچہ صاحب طبقات الاطبا نے اس کی نسبت لکھا ہے
کہ ہو النصف فیہ بین المشرقین و المغربین جس زمانہ مین کہ سلطان مسعود نے اصفہان پر
چڑھائی کی تھی اُس زمانہ کے فتنہ و فساد اور داروگیر مین یہ کتاب تلف ہو گئی
اور دوبارہ جیسکہ اُس کو مدون اور مرتب ہونا چاہیے تھا نہین ہوئی۔ کتاب
لغت العرب یہ کتاب پانچ جلدون مین تھی اور چونکہ اس کتاب کا بیضہ نہین ہوا تھا
ابو سہل کی لڑائی مین یہ بھی تباہ ہو گئی۔ کتاب حکمت علائیہ فارسی اور جس کا
دوسرا نام دانش نامہ ہے علاؤ الدولہ کے لئے لکھی تھی۔ کتاب نجات دو جلدین
کتاب در علم و مخارج حروف۔ رسالہ الطیر۔ کتاب حدود الطب۔ مقالہ در قواے
طبیعہ کتاب عیون الحکمت اس کتاب مین علم طبعی الٰہی اور ریاضی بیان کیا
گیا ہے دس جلدون مین ہے۔ مقالہ عکوس ذوات الخطب التوحیدیہ
مقالہ الٰہیات مین کتاب معجز کبیر منطق مین کتاب نجات جس کا نام معجز صغیر بھی
ہے۔ مقالہ در تحصیل سعادت اسکو حجج عشر یہ بھی کہتے ہین۔ مقالہ در قضا و قدر
جس زمانہ مین کہ شیخ ہمدان سے سفر کرتا ہوا اصفہان کو جا رہا تھا مسافرت مین
لکھا ہے مقالہ در خواص کاسنی۔ مقالہ فی اشارہ الی المنطق۔ مقالہ در تعریف
و تقسیم حکمت و علوم۔ مقالہ نہرون اور پانی کے بیان مین۔ تعالیق طبیہ یہ کتاب
ابو منصور کے لئے لکھی ہے۔ مقالہ خواص خط استوا مین یہ مقالہ ابو الحسین
بہمنیار کے جواب مین لکھا گیا ہے۔ رسالہ ہجدہ مسئلہ ابو ریحان بیرونی کے
جواب مین۔ مقالہ ہئیت ارض اور اوسکے بیچ مین معلق ہونے کے بیان مین
حکمت المشرقیہ۔ مقالہ علم موسیقی مین یہ مقالہ موسیقی کے اس فصل کے
علاوہ ہے جو کتاب نجات مین تمام کی گئی ہے۔ مقالہ اجرام سماویہ مین۔ کتاب
الالات رصد کے بیان مین یہ کتاب اسنے اس زمانہ مین لکھی ہے جبکہ علاؤ الدولہ
نے اسکو اصفہان مین رصدگاہ بنانے کیلئے کہا تھا کتاب در کیفیہ رصد اسی کتاب مین علم طبعی
پر چند تعلیقات بھی ہین۔ مقالہ عرض قاطیغوریاس۔ رسالہ اضحویہ معاد مین۔ مقالہ

جسم طبعی اور تعلیمی مین کتاب حکمت عرشیہ الٰہیات مین۔ مقالہ اس بیان مین کہ لذید سے جو علم ہوتا ہے وہ عمر کے علم کے علاوہ ہے۔ کتاب تدبیر لشکر اور اخراج لینے کے بیان مین۔ مناظرات جو ابو العلی نیشاپوری اور شیخ کے درمیان ماہیت نفس مین ہوئے ہین۔ کتاب خطبات اور تمجیدات اور اسجاع و قوافی مین اس کتاب مین اُسنے اُن امور کا جواب لکھا ہے جو بعض خطبون کو جو دوسرونکے ہین اسکی طرف منسوب کیے گئے تھے مختصر اقلیدس شیخ کا خیال تھا کہ اسکو کتاب نجات مین شامل کردیا جائے مقالہ ارثماطیقی مین۔ قصائد عشرہ اور اشعار زہد وغیرہ مین۔ رسائل فارسی اس مین مخاطبات اور مکاتبات ہین۔ تعالیق حنین ابن اسحاق کی کتاب طب پر کتاب معالجات مین یہ کتاب قوانین کے نام سے بھی موسوم ہے۔ رسالہ چند مسائل طبیہ مین۔ جواب اُن بیس مسائل کا جو علماے عصر نے اُس سے سوال کیا تھا مسائل شرح اللہ و اکبر مین۔ جوابات مسائل ابو حامد۔ جواب مسائل علماے بغداد جس مین انھون نے اس شخص سے سوال کیا تھا جو ہمدان مین حکمت کا دعوے کرتا تھا۔ رسالہ علم کلام مین دو باب مین ہے۔ شرح کتاب نفس ارسطاطالیس۔ مقالہ در نفس۔ مقالہ در ابطال احکام نجوم۔ کتاب الملح نحو مین۔ فصول الٰہیہ اثبات اول مین۔ فصول نفس اور طبعیات مین۔ رسالہ بیان زہد مین۔ یہ رسالہ ابو سعید بن ابو الخیر کے لئے لکھا تھا۔ مقالہ اس بیان مین کہ ایک ہی چیز جوہر و عرض نہین ہو سکتی ہے۔ رسالہ ان مسائل مین جو شیخ اور علماے عصر کے ساتھہ مختلف علوم مین کیے گئے تھے۔ تعلیقات جن سے ابو الفرح بن ابو سعید یمامی نے شیخ سے مجلس درس مین استفادہ کیا تھا اس مین شیخ نے ان مسائل کے جوابات دیے ہین۔ مقالہ اپنی تصنیفات اور تالیفات کے بیان مین کہ اُسنے اس کتاب کو کہا اور کس زمانہ مین تصنیف کیا ہے۔ رسالہ ابو الحسن عامری کے چودہ مسائل کے جواب مین۔ کتاب مفاتیح الخزائن منطق مین۔ رسالہ جوہر و عرض مین۔ کتاب تاویل اور تعبیر رویا مین مقالہ ابو الفرج بن طیب کے کلمات کے رد مین۔ رسالہ عشق کے بیان مین یہ رسالہ ابو عبد اللہ معصومی کے لئے لکھا گیا ہے۔ رسالہ انسان کے

قوت اور ادراکات کے بیان مین - مقالہ حزنیہ (آلام) اور اُس کے اسباب مین - رسالۂ نہایت اور لانہایت کے بیان مین - کتاب حکمت تحسین سہل کے نام سے موسوم ہے فقط

رسالۂ ناول

اس مقبول رسالہ کو اب بارھوان سال شروع ہوتا ہے - ملک مین جو دلچسپ اور پسندیدہ ناول پھیلے ہوے ہین اُن مین سے اکثر مشہور ناول اسی رسالہ کی برکت ہین - یہی ایک صرف پسند عالم رسالہ ہے جو سال کے اندر متعدد ناول ایک طرف ناظرین کے کتب خانون مین جمع کر دیا کرتا ہے اور دوسری طرف ملک مین بہت سی نئی نئی کتابین پھیلا دیتا ہے سنہ ۱۹۰۵ع سے دو نئے دلچسپ ناول شروع ہونگے ایک تو سراغرسانی کا حیرت انگیز ناول موسومہ شہنشاہ عیاران جو انگریزی سے ترجمہ کیا گیا ہے - اور دوسرا ایک اور نجیل بامذاق و نتیجہ خیز ناول جس کا نام جام زہر ہے جو یقین ہے کہ نصف سال مین ختم ہو جائین - ہر پرچہ کی ضخامت بھی کم نھین ٹیٹل پیج کے علاوہ ۴۸ صفحہ ہوا صرف ؏ سال پر ملین گے - اور محصول ہمارے ذمہ - کیا اس سے بھی سستا کوئی اردو رسالہ ہے؟ فوراً درخواستین آئین

المشتہر

بجے نرائن ورما امین آباد لکھنؤ

دفتر رسالہ ناول - امین آباد لکھنؤ مین فروخت کے لئے موجود ہین

سوانح عمریان

مشاہیر عالم - جسمین دنیا بھر کے واجب التعظیم مشاہیر کی مختصر سوانح عمریان درج ہین یعنی مشہور شاعرون (مولانا روم - حافظ شیرازی - نظامی - عمر خیام - امیر خسرو - امیر مینائی - ہومر - شیکسپیر) مشہور مصنفون اور مورخون (سر والٹر اسکاٹ - رینالڈس - گولڈسمتھ - بو علی سینا - اور کیسی میکیں ملر - امام اعظم - طبری) مشہور ریفارمرون اور روحانی رہنماؤن (السید المسیح - موسیٰ - حضرت نوح - زردشت - بدھ - کنفوشس - شنکر آچارج - رامانج - رامانند - کبیر - سورداس - گورو گورکھ ناتھ - بابا نانک - کیشب چندر سین - سوامی دیانند) مشہور حکیمون اور فلاسفرون (افلاطون - ارسطو - سقراط - بقراط - فیثاغورث - لقمان - طالیس - ملٹی - سولن - بیکن - فرینکلن) مشہور محققون اور موجدون (دیوٹن - ریلی - واٹ) مشہور جرنیلون اور شاہان قدیم و جدید (واشنگٹن - رنجیت سنگھ - راجہ ہریشچندر - فرعون - نمرود - بخت نصر - الکشس - کیخسرو - نادر شاہ - امیر عبد الرحمن -) اور مشہور اور بڑی عورتون (ملکہ وکٹوریہ - اہلیا بائی - نورجہان - مصر کی حسین ملکہ کلیوپیٹرا) کے صحیح حالات دلچسپ پیرایہ مین درج کئے گئے ہین اصلی قیمت عہ

شاہ ایڈورڈ ہفتم - اگر آپکو اپنے واجب التعظیم شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی عزت و محبت کا کچھ بھی پاس ہے تو اس سے بہتر کتاب آپکو دوسری کہان ملیگی قیمت اصلی ۶ر

کولمبس - نئی دنیا یعنے براعظم امریکہ کے دریافت کنندہ جہاز ران کے حالات زندگی جو پڑھنے کے قابل ہین قیمت اصلی - ۴ر

مجنون - مشہور عاشق مجنون جسکے نام پر عاشقون کو وجد آتا ہے - اور جسکی معشوقہ لیلی کا نام - عرب ایران اور ہندوستان کا بچہ بچہ جانتا ہے اسکے صحیح حالات زندگی - اصلی قیمت - ۳ر

ملا دوپیازہ - ظریفون کے گرو گھنٹال ملا دوپیازہ صاحب کے مکمل و مفصل سوانح عمری - لطائف و ظرائف اعلیٰ درجہ کی دلچسپ کتاب - اصلی قیمت ۴ر

تانتیا بھیل - ہندوستان کے مشہور ڈاکو تانتیا بھیل (جسکی بہادری کا ڈنکا براعظم ایشیا و یورپ مین بجگیا جسنے کئی سال تک گورنمنٹ ہند کا مقابلہ کیا اور انگریزی پولیس کو بار بار شکست فاش دی جسنے لوٹ مار کے روپیہ سے ہزارون بھیل گھرونکی پرورش کی جسکی موت پر تمام ہندوستان مین ماتم پڑ گیا اور جو باوجود ڈاکو ہونے کے ایک نہایت قابل محبت اور ہر دلعزیز انسان گزرا ہے) کی عجیب و غریب قابل دید بہادرانہ سوانح عمری قیمت اصلی - عہ

شیکسپیر - انگلستان کے نہین نہین دنیا بھر کے شاعرون کے سرتاج ولیم شیکسپیر کے حالات زندگی کیا عجیب بات نہین کہ شیکسپیر نے ایک گنوار کے لڑکا ہو کر ملک الشعرا کا

دفتر رسالہ ناول- امین آباد لکھنؤ مین فروخت کے لئے موجود ہین

تسخیر- شہر اور دیہات کی طرز معاشرت مین فرق- غریب دیہاتیون کی وہ سادگی آمیز غلطیان جو انسے طرز معاشرت کے برتنے مین ہوجایا کرتی ہین- ہر ایک تمسخر آمیز اور ظرافت انگیز سین سے کشت زعفران ہو گولڈ اسمتھ کے ڈرامٹی اسٹوپس ٹو کانکر کا ترجمہ حجم ۹۶ صفحہ قیمت ۸/

دہوکا یا طلسمی فانوس مسٹر رینالڈ کے ایک اچھوتے دلکش نصیحت خیز عبرت آمیز ناول کا ترجمہ جسمین عجیب دلاویز پیرائے مین دکھایا گیا ہی کہ دنیا کے معاملات کا ظاہر کچھ ہوتا ہی اور باطن کچھ اور بادی النظر مین جو کچھ نظر آئے اُسپر اعتبار کرکے رائے قائم نکرنا چاہئے مترجمہ اڈیٹر اودھ پنچ حجم ۴۰ صفحہ عہ

روز المبرٹ- انگلستان کے جادو نگار مسٹر ڈبلو رینالڈس کے مشہور معروف ناول کا ترجمہ جسمین ایک غیور نیک طینت حسن فروش پادری کی بیٹی کی سوانح عمری کچھ اس نصیحت آمیز موثر اور دلچسپ پیرائے مین درج ہی کہ بیتک سارا ناول ختم نہو جائے طبیعت کو قرار نہ آئے۔ انگلستان کے امرا کا کچا چٹھا جوانی کا جوش حسن کی مقناطیسی کشش پھر اگر نتیجہ کو غور کیجئے تو سراپا نصیحت ہی ضرور ملاحظہ فرمائے کامل دو حصون مین مجلد حجم ۲۵۶ صفحہ قیمت عہ/

نیرنگ مسٹر رینالڈ کے ناول فشر مین کا ترجمہ خود غرضی اور وفاداری کی عکسی تصویر عاشق مزاجوں کے لئے تیر دلدوز وقیقہ سنجون کے لئے اعلیٰ درجہ کا نتیجہ خیز نارضامندی کی شادی کے تلخ نتائج حجم ۹۲ صفحہ قیمت ۱۰/

کارزار صلیبیہ یعنی داستان سلطنت بیت المقدس جسمین ملکی- مالی- تمدنی- اور اخلاقی حالات شاہان فرنگ اسلام- زنگی و سلجوقیہ- تاتاریون- مملوکیون- امرا اور انکے عیش و نشاط- عدالتون حاکمون کے قوانین ورسم ورواج- رعایا غازیون آلات حرب علوم و فنون علما کی کیفیتین علاوہ انکے جنگہائے صلیبی کے اغراض نہایت دلچسپی کے ساتھ درج ہین باتصویر ٹی اے آر جی وجارلس لتھبرج کنگسفورڈ صاحب کی تاریخ کروسیڈس کا اردو ترجمہ تقریبا بیس جزو قیمت .... عہ/

کلثوم- ایک حسین لڑکی کو اوسکے اصلی ورثہ سے محروم رکھنے کی چالین لکھنؤ کی ایک ننگاڑی کی کارستانیان ۸/

زعفران زار- یعنی اُن لاجواب مضامین کا انتخاب جو لکھنؤ کے آزاد و ظریف اخبار اودھ پنچ کے ساتھ ۱۸۷۷ء مین شایع ہوئے تھے اور جو ظرافت کی جان اور لٹریچر کی روح رواں ہین- مردہ دلون کے ساتھ مسیحائی کرنا- روتون کو ہنسانا اور ہنستون کو لوٹ کر تڑپانا اس رسالہ کا ادنیٰ کرشمہ ہے- قیمت ۸/